ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

۵ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ ـــــ مئی ۲۰۰۸ء

وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ

ہم دیکھیں گے
لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے
وہ دن کہ جس کا وعدہ ہے
جو لوحِ ازل میں لکھا ہے
جب ظلم وستم کے کوہِ گراں
روئی کی طرح اڑ جائیں گے
ہم محکوموں کے پاؤں تلے
جب دھرتی دھڑ دھڑ دھڑ کے گی
اور اہلِ حکم کے سر اُوپر
جب بجلی کڑ کڑ کڑ کے گی
جب ارضِ خدا کے کعبے سے
سب بت اُٹھوائے جائیں گے
ہم اہلِ صفا، مردودِ حرم
مسند پہ بٹھائے جائیں گے
سب تاج اچھالے جائیں گے
سب تخت گرائے جائیں گے
بس نام رہے گا اللہ کا
جو غائب بھی ہے حاضر بھی
جو منظر بھی ہے ناظر میں
اور راج کرے گی خلقِ خدا
جو میں بھی ہوں اور تم بھی ہو

فیض احمد فیض
(جنوری ۱۹۷۹ء)

- نازک وقت، درست فیصلوں کی ضرورت
- فتنۂ نیو ورلڈ آرڈر اور سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
- انڈونیشیا میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ
- اسلامی قوانین کی حمایت پر برطانوی چرچ میں ہنگامہ
- پاکستان میں علمی دنیا کے مسائل

نورِ ہدایت

القرآن

''مومنو! اپنے صدقات وخیرات، احسان رکھنے اور ایذا دینے سے اس شخص کی طرح برباد نہ کردینا جو لوگوں کے لیے مال خرچ کرت ہے اور اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تو اُس کے مال کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو اور اس پر زور کا مینہ برس کر اسے صاف کرڈالے۔ اسی طرح یہ ریاکار لوگ اپنے اعمال کا کچھ بھی صلہ حاصل نہیں کرسکیں گے اور اللہ ایسے ناشکروں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (البقرۃ:۲۶۴)

الحدیث

''حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کے بھروسہ پر اس کی راہ میں کشادہ دستی سے خرچ کرتے رہو اور گنو مت۔ اگر تم اس کی راہ میں اس طرح حساب کر کر کے دوگی تو بھی تمھیں حساب ہی سے دے گا اور دولت جوڑ جوڑ کے اور بند کر کے نہ رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمھارے ساتھ یہی معاملہ کرے گا۔ لہٰذا تھوڑا بہت جو کچھ ہو سکے اور جس کی توفیق ملے، راہِ خدا میں دیتے رہو۔'' (بخاری شریف)

الآثار

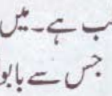

پالیٹکس

''سارے قرآن میں ''پالیٹکس'' کے مفہوم میں سیاست کا لفظ نہیں۔ ہاں، میں جانتا ہوں! اس کے معنیٰ ''مکر'' کے ہیں اور یہ فرنگی مقامروں کی ایجاد ہے۔ جس کا مطلب ہی فریب دہی ہے۔ سیاسئین کے وعدے پورے ہونے کے لیے نہیں بلکہ ٹالنے کے لیے کئے جاتے ہیں۔ ان بدبختوں کے دل پر خدا کے سوا ہر شئے کا خوف غالب ہے۔ میں نے ''پالیٹکس'' سے زیادہ شریر لفظ نہیں دیکھا۔ یہ خدع وفریب کے ایک ایسے اجتماعی کاروبار کا نام ہے، جس سے بابو لوگ اغراض کی دکان چمکاتے ہیں۔ اس دور میں سیاست کا مطلب فتنہ خیزی، فتنہ پروری اور فتنہ انگیزی ہے۔'' (دفتر احرار، لاہور)

پاکستان کی سیاسی زندگی

''پاکستان میں اسلام کا سیاسی نظام تو ہم رائج نہ کرسکے اور غیروں کا جو نظام ہم نے اپنایا ہے، اس کے ساتھ بھی انصاف نہ کیا۔ اس کی خوبیاں چھوڑ دیں اور برائیوں کو شعار کرلیا۔ نتیجہ سب کے سامنے ہے۔''

(امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ ملتان ۱۹۵۸ء)

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 19 شمارہ 5 | ربیع الثانی 1429ھ / مئی 2008ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد ــــــ
سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ــــــ
ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تشکیل

دل کی بات:	نازک وقت، درست فیصلوں کی ضرورت	مدیر	2
شذرات:	★ انڈونیشیا میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ	عبداللطیف خالد چیمہ	3
	★ انڈونیشیا میں نبوت کے دعویدار کو ۴ سال قید کی سزا		
	★ مجلس احرار اسلام پاکستان کے جدید انتخابات اور ہماری ذمہ داریاں		
	★ حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری کی رحلت		
دین و دانش:	درسِ حدیث	مولانا عبداللطیف مدنی	6
شاعری:	نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر خالد شبیر احمد	8
؍؍	ارضِ وطن	کامران رعد	9
؍؍	”ماں“	پروفیسر محمد اکرام تائب	10
افکار:	فتنۂ نیو ورلڈ آرڈر اور سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	حذیفہ دستانوی	11
؍؍	انسان زندگی کو نہیں، زندگی انسان کو کنٹرول کر رہی ہے	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	18
؍؍	کروں گا کیا جو ”تجارت“ میں ہو گیا ناکام	آفتاب اقبال	25
؍؍	اسلامی قوانین کی حمایت پر برطانوی چرچ میں ہنگامہ	سعید احمد عباسی	27
؍؍	پاکستان میں علمی دنیا کے مسائل	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	30
؍؍	اسلام کی آفاقیت و ابدیت	حافظ محمد سلیمان یمنی	35
ردِّ قادیانیت:	قادیانیوں کا صد سالہ جشن..... (تیسری قسط)	پروفیسر خالد شبیر احمد	37
شخصیت:	مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ	غلام محمد خان نیازی	43
کہانی:	عورت کی بے بسی	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	46
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب ــــ کفیل بخاری، صبیح ہمدانی، میم الف میم		48
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	51
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	52
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	63

زیرِ سرپرستی ــــــ
حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری

مدیرِ مسئول ــــــ
سید محمد کفیل بخاری

معاون مدیر ــــــ
شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

رفقائے فکر ــــــ
پروفیسر خالد شبیر احمد
عبداللطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی
مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر ــــــ
محمد الیاس میراں پوری
ilyas_miranpuri@yahoo.com
ilyasmiranpuri@gmail.com

سرکولیشن منیجر ــــــ
محمد یوسف شاد

زرِ تعاون سالانہ
اندرونِ ملک ــــــ 200/- روپے
بیرونِ ملک ــــــ 1500/ روپے
فی شمارہ ــــــ 20/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک 0278 یو بی ایل چوک مہربان ملتان

ای میل ایڈریس
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com
www.mahrar.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

دل کی بات　　مدیر

نازک وقت، درست فیصلوں کی ضرورت

مُقَنَّنہ، عدلیہ اور انتظامیہ کسی بھی ریاست کے بنیادی ستون ہوتے ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک بھی اپنی جگہ سے ہل جائے تو نظامِ ریاست درہم برہم ہو جاتا ہے اور اگر کوئی ستون بھی اپنی جگہ پر نہ ہو تو ریاست اپنے قیام کا جواز کھو بیٹھتی ہے۔ پاکستان واحد ملک ہے جس میں ریاست کے یہی بنیادی ادارے ٹوٹ پھوٹ اور بدنظمی کا شکار ہیں۔ قیامِ پاکستان سے لے کر آج تک اِن اداروں کا آپس میں ربط اور مفاہمت مفقود رہی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ملک صرف اللہ کے سہارے چل رہا ہے۔

افسوس کہ ساٹھ برسوں میں تینوں اداروں نے اپنے فرائض کی ادائیگی کا صحیح حق ادا نہ کیا۔ یا انھیں ادا ہی نہ کرنے دیا گیا۔ بعض دیدہ اور بعض نادیدہ قوتوں نے اِن اداروں کے تشخص اور تقدس دونوں کو تباہ کیا اور اب بھی تباہ کر رہے ہیں۔ اِن اداروں میں سب لوگ تو غلط نہیں تھے اور نہ ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ چند غلط لوگ بعض طاقتوں کے سہارے غلط کام کرتے رہے اور اب تک کر رہے ہیں۔ جن کا خمیازہ پوری قوم بھگت رہی ہے۔

مولوی تمیز الدین کیس میں جسٹس منیر کا کردار تاریخ میں طعن کا مستحق ہے۔ جنرل ایوب خان، جنرل یحییٰ خان اور جنرل ضیاء الحق نے سب اداروں کو پاؤں کی ٹھوکر سے تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ دنیا کی عظیم الشان بہادر اور محبِّ وطن فوج کو بدنام کر دیا۔ سیاست دانوں کو کرپٹ کیا اور عدلیہ سے فردِ واحد کے آمرانہ فیصلوں کو ہی آئین و قانون قرار دلوایا۔ ہم آج بھی اسی صورتِ حال سے دوچار ہیں۔ موجودہ صدرِ مملکت نے سابقہ تمام آمروں کے ریکارڈ توڑ دیئے۔ ملک کے تمام شعبوں کو تباہ و برباد کر دیا اور کسی بھی شعبے کی دوسرے سے ہم آہنگی باقی رہی نہ اپنی شناخت اور پہچان۔

اِس وقت مُقننہ اور عدلیہ کو لڑانے کی سازشیں عروج پر ہیں۔ انتظامیہ تماشائی اور عوام اس تماشے کو دیکھنے کے لیے مجبور و غلام۔ بقاءِ اقتدار کے لیے نام نہاد قومی مفاہمتی آرڈیننس کا سہارا لیا گیا۔ تھوکا ہوا چاٹا گیا اور چاٹا جا رہا ہے۔ سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ کہا گیا۔ کیا اِن ریاستی اداروں کو لڑانے اور ٹکرانے کے بجائے اِن میں مفاہمت پیدا کرنے کا کوئی آرڈیننس، کوئی ایگزیکٹو آرڈر نہیں ہے؟ مفاہمت، تصادم کی شکل اختیار کر رہی ہے۔ زرداری اور نواز شریف کے راستے جدا ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ اگر اب بھی عدلیہ بحال اور آزاد نہ ہوئی اور پارلیمنٹ نے غلط فیصلے کیے تو ریاست اپنے قیام کا جواز کھو دے گی۔

یہ انتہائی نازک وقت ہے۔ نئے حکمران، سیاست دان، قومی قیادت، سب اپنے اندر مفاہمت پیدا کریں اور ملک کے دشمن کو پہچانیں۔ دین، وطن اور قوم کے حق میں درست فیصلے کر کے ملک بچالیں۔ ایک فیصلہ آپ نے کرنا ہے، ایک تاریخ نے......

فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم

انڈونیشیا میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ

عبداللطیف خالد چیمہ
مرکزی ناظم اعلیٰ مجلس احرارِ اسلام پاکستان

انڈونیشیا کے انگریزی اخبار ''انتارا'' "ANTARA" اور ''جکارتہ پوسٹ'' "THE JAKARTA POST" کی ۲۰/اپریل کی اشاعت میں (جس کو متعدد پاکستانی اخبارات نے بھی چھاپا ہے) اور بی بی سی اردو سروس کے مطابق انڈونیشیا کے دارالحکومت جکارتہ میں ہزاروں مسلمانوں نے صدارتی محل کے باہر بھرپور مظاہرہ کیا ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ملک میں قادیانیوں (مرزائیوں) جو اپنے آپ کو بیرون ممالک احمدی مسلمان کے طور پر متعارف کرواتے ہیں کو غیر مسلم قرار دے کر اُن کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے۔ خبروں میں بتایا گیا ہے کہ ایف یو آئی (F.U.I) نامی ایک پرامن مذہبی تنظیم نے منکرین ختم نبوت کی بڑھتی ہوئی خلافِ اسلام ریشہ دوانیوں کے خلاف رائے عامہ کو منظم کیا اور مسلمانوں کی طرف سے مطالبات پیش کیے۔

مرزا قادیانی ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں آنجہانی ہوا تھا اور قادیانی جماعت اس سال کو ''جشن صد سالہ خلافت'' کے نام سے موسوم کر کے دنیا بھر میں تقریبات کا اہتمام کر رہی ہے اور اپنے پیروکاروں کو جھوٹی تسلیوں کے ذریعے مطمئن رکھنا چاہتی ہے۔ قادیانی جماعت کا شجرہ نسب ''یہودیت'' سے ملتا ہے اور بھٹو مرحوم نے کہا تھا کہ ''یہ پاکستان میں وہی حیثیت حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے۔''

قادیانیوں نے اپنے بیرونی آقاؤں کا شیلٹر لے کر پوری دنیا میں پل پرزے نکالے اور بہت سے لوگوں نے ''اسلام'' کے نام سے دھوکہ دی اور گمراہ کیا لیکن برصغیر میں مجلس احرار اسلام اور اس کے شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کی برپا کردہ تحریک تحفظ ختم نبوت کے زیر اثر دنیا میں ہر جگہ ان کی حقیقت آشکارا ہونے لگی اور اب ''جکارتہ'' انڈونیشیا میں ہزاروں فرزندانِ توحید کا یہ مظاہرہ اس بات کا پتا دیتا ہے کہ قادیانیوں کے تعاقب میں بیداری کی ایک نئی لہر پیدا ہو رہی ہے۔ کچھ عرصہ قبل انڈونیشیا کی پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو نمائندگی بھی حاصل تھی اور وہ اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کے لیے آگے بڑھنا چاہتے تھے کہ انڈونیشیا (جو سب سے بڑا مسلمان ملک ہے) کے غیور عوام میں اس فتنۂ ارتداد کے حوالے سے بیداری بڑھی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ انڈونیشیا میں یہ جدوجہد اور آگے بڑھے گی۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کی جانب سے اسلام آباد میں مقیم انڈونیشیا کے سفیر کے توسط سے ہم نے فیکس کے ذریعے جہاں اس جدوجہد کی مکمل تائید و حمایت کا اظہار کیا ہے، وہاں انڈونیشیا کی حکومت سے یہ درخواست بھی کی ہے کہ وہ اس بات کا جائزہ لے کہ قادیانی کیوں کر اپنے آپ کو

مسلمان ظاہر کر کے اور اسلام کا ٹائٹل استعمال کر کے دنیا کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اس دھوکے اور فراڈ سے بچنا اور مسلمانوں کے عقیدے کا دفاع ہمارا انسانی اور قدرتی حق ہے۔

چونکہ پاکستان اس فتنے کا بیس کیمپ ہے، اس لیے ہم تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے کام کرنے والی دیگر جماعتوں اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اس کام کے حوالے سے اداروں اور قابل قدر افراد سے درخواست کریں گے کہ وہ دنیا کے بدلتے ہوئے حالات اور مغربی لابیوں کی سرعت کے ساتھ بڑھتی ہوئی مداخلت کے تناظر میں اس فتنے کی تباہ کاریوں کا ٹھنڈے دل سے جائزہ لے کر از سر نو اپنی صف بندی کریں اور تعلیم و تربیت اور میڈیا جیسے مؤثر ذرائع کے ذریعے بھی اس کام کو مزید منظم کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین یارب العالمین)

انڈونیشیا میں نبوت کے دعویدار کو ۴ سال قید کی سزا:

انڈونیشیا کی عدالت نے ایک مرتد کو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے پر چار سال قید کی سزا سنادی۔ ۶۳ سالہ احمد مصدق عرف ابوسلام القیادہ اسلامیہ نامی گروگراہ فرقہ کا سربراہ ہے۔ جج ظہر الربید نے ابوسلام کو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے پر مجرم قرار دیا اور چار سال قید کی سزا سنائی۔ اس موقع پر دو ہزار سے زائد افراد عدالت میں موجود تھے۔ جنھوں نے نعرۂ تکبیر کی گونج میں عدالت کے فیصلے کا خیر مقدم کیا۔ انڈونیشیائی حکومت نے ابوسلام کے گروپ کو مرتد قرار دیتے ہوئے اس پر پابندی عائد کردی۔ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے ابوسلام نے عدالت کو بتایا کہ وہ اس فیصلہ کے خلاف اپیل کرے گا۔ پولیس نے اسے فوری طور پر جیل بھجوادیا۔ واضح رہے کہ انڈونیشیا میں حال ہی میں احمد یہ فرقہ پر بھی اسی طرح کی پابندی کی گئی ہے۔

(روزنامہ ''اسلام'' ملتان۔ ۲۵ / اپریل ۲۰۰۸ء)

مجلس احرار اسلام پاکستان کے جدید انتخابات اور ہماری ذمہ داریاں:

مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کی ملک بھر میں دستور کے مطابق جدید رکنیت و معاونت سازی کے بعد پچاس رکنی مرکزی مجلسِ شوریٰ تشکیل پائی اس کا اجلاس ۷ / اپریل بروز پیر دس بجے کے بعد دفتر مرکزیہ لاہور میں حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کی زیر صدارت منعقد ہوا سب سے پہلے نئے ارکان شوریٰ سے حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے حلف لیا۔ اجلاس میں پچاس رکنی مجلسِ شوریٰ کے ۴۷ ارکان اجلاس میں شریک ہوئے۔ (دو ارکان اجلاس کے بعد پہنچے اور کارروائی کی توثیق کی)۔ پروفیسر خالد شبیر احمد نے سابقہ کارروائی پڑھ کر سنائی اور مرکزی ناظم انتخابات مولانا محمد مغیرہ نے تنظیم سازی کے حوالے سے رپورٹ پیش کی جو پہلے سالوں کی نسبت خوش آئند تھی مولانا محمد مغیرہ نے جدید تنظیم سازی کے حوالے سے اپنے معاونین سید محمد کفیل بخاری، قاری محمد یوسف احرار، میاں محمد اویس اور راقم کا شکریہ ادا کیا کہ اِن حضرات کے تعاون سے رکنیت و معاونت سازی کا عمل بہتر انداز میں تکمیل تک پہنچا۔

امیر مرکزیہ کے لیے حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی کا نام پیش کیا گیا جس کی تمام اراکین شوریٰ نے متفقہ طور پر تائید کی جبکہ ناظم اعلیٰ کے لئے راقم (عبداللطیف خالد چیمہ) اور مرکزی ناظم نشریات کے لیے محترم قاری محمد یوسف احرار کو ذمہ داریاں سونپی گئیں۔

یہ عجز و انکساری نہیں حقیقت ہے کہ میں اِس اہم ذمہ داری کی اہلیت و صلاحیت نہیں رکھتا اور پھر میری ذاتی و کاروباری اور بالخصوص چیچہ وطنی کی مقامی جماعت اِس کے ماتحت اداروں کی نگرانی اور ہمہ پہلو ذمہ داری اور علاقائی دینی و جماعتی ذمہ داریوں کے بعد میرے پاس کچھ وقت بچتا ہی نہیں ہے سب حضرات کے سامنے یہ جائز عذر پیش کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ اس سب کچھ کے باوجود ان شاء اللہ تعالیٰ میں جمیع امور میں ہر ممکن تعاون و سعی جاری رکھوں گا لیکن اِس دفعہ مجھے باضابطہ اِس اہم ذمہ داری کے بارے میں رخصت عنایت فرما دی جائے حضرت پیر جی سمیت تمام بڑوں اور چھوٹوں کے سامنے محض اللہ کے سہارے پر میں بے بس ہو گیا۔

جب اِس اہم ذمہ داری کے پس منظر اور پیش منظر پر نظر ڈالتا ہوں تو روزانہ اعصاب کو شل ہوتے پاتا ہوں اور حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمتہ اللہ علیہ کا بار بار فرمانا بہت یاد آتا ہے کہ ''بڑوں کی موت نے ہمیں بڑا بنا دیا''۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مجھے حوصلہ اور استقامت عطا فرمائیں اور اس ذمہ داری سے اچھے انداز میں عہدہ برا ہونے کی توفیق سے نوازیں آمین یا رب العالمین! یہ سارا کام وابستگانِ احرار کے بھرپور تعاون سے ممکن ہوسکتا ہے، جملہ ماتحت شاخوں کو صورتحال کا حقیقی ادراک کر کے مرکز کے ساتھ بہتر رابطے اور شاخوں کو زیادہ فعال بنانے کے لیے ضروری اقدامات کرنے چاہئیں تا کہ آنے والے دنوں میں ہم اپنے اہداف کی طرف مزید آگے بڑھ سکیں خصوصاً قوم کو امریکی غلامی سے نجات دلانے اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد کو تیز کرنے اور عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے کام کو منظّم کرنے میں آسانی پیدا ہو۔ امیر مرکزیہ نے اپنے دستوری اختیارات کے تحت پروفیسر خالد شبیر احمد، صوفی غلام رسول نیازی اور قاری ظہور الرحیم کو نائب امراء، راقم الحروف نے سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ اور میاں محمد اویس کو نائب ناظمین جبکہ مرکزی ناظم نشریات قاری محمد یوسف احرار نے حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر اور مرزا محمد یاسر عبدالقیوم کو نائب ناظمین نشریات نامزد کیا ہے۔

قارئین ''نقیبِ ختمِ نبوت'' اور وابستگانِ احرار کے علاوہ اکابر علماءِ حق، بزرگانِ ملت اور تمام مسلمانوں سے درخواست ہے کہ وہ ہمیں خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ رب العزت قائدِ احرار حضرت پیر جی مدظلہ کی قیادت میں ہمیں بزرگوں کی اس حریت پسند جماعت کے سابقہ کردار کو زندہ کرنے کی ہمت اور توفیق سے نوازیں۔ (آمین۔ یا رب العالمین)

حضرت مولانا محمد انظر شاہ کشمیری کی رحلت

مجلس احرارِ اسلام ہند کے سرپرست اور محدثِ کبیر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کے جانشین مولانا محمد انظر شاہ کشمیری ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ، ۲۶ اپریل ۲۰۰۸ء بروز ہفتہ ۱۱ بجے دن گنگا رام ہسپتال دہلی میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت انظر شاہ کشمیری رحمہ اللہ ہندوستان کے معروف اور جیّد عالم دین تھے۔ وہ اپنے عظیم والد ماجد کی روایات اور مسندِ علم کے امین اور مجلس احرار کے محسنوں میں سے تھے۔ رسالہ پریس جا رہا تھا کہ اُن کے انتقال کی خبر معلوم ہوئی۔ فوری طور پر ہندوستان فون کر کے امیر احرار ہند مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مولانا محمد عثمان لدھیانوی اور حضرت کشمیری کے فرزند محترم احمد خضر شاہ صاحب سے اظہارِ تعزیت کیا۔ تفصیلات آئندہ شمارے میں۔ حق تعالیٰ اُن کی مغفرت اور درجات بلند فرمائے۔ آمین (مدیر)

اسلام کی ابتدا غربت میں ہوئی
اور انتہا بھی غربت میں ہوگی

بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ اَلْاِسْلَامَ بَدَ أَ غَرِيْباً وَ سَيَعُوْ دُ غَرِيْباً

درسِ حدیث
مولانا عبداللطیف مدنی

حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْ دٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَلْاِسْلَام بَدَ أَ غَرِيْباً وَ سَيَعُوْ دُ غَرِيْباً كَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَآءِ وَفِى الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَاَنَسٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ اَبُوْ الْاَحْوَصِ اِسْمُهٗ عَوْفُ بْنُ مَالِكِ بْنِ نَضْلَةَ الْجُشَمِيَ تَفَرَّدَبِهٖ حَفْصٌ .

حَدَّثَنَاعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ ثَنِيْ كَثِيْرُبْنُ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عِمْرِ وَبْنِ عَوْفِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مِلْحَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الَّدِيْنَ لِيَارِزُ اِلَى الْحِجَازِ كَمَا تَاْ رِزُ الْحَيَّةُ اِلٰى حُجْرِهَاوَلَيَعْقِلَنَّ الدِّيْنُ فِي الْحِجَازِ مَعْقِلَ الْاُرْوِيَّةِ مِنْ رَاْسِ الْجَبَلِ اِنَّ الدِّيْنَ بَدَأَ غَرِيْباً وَيَرْجِعُ غَرِيْباً فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَآءِ الَّذِيْنَ يُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَالنَّا سُ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ سُنَّتِيْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام غربت میں شروع ہوا اور آخر میں بھی ایسا ہی ہو جائے گا لہذا غرباء کے لیے خوشخبری ہے

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ دین اسلام حجاز کی طرف اس طرح سمٹ آئے گا جس طرح سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ آتا ہے اور دین حجاز میں اس طرح جگہ پکڑے گا جیسا کہ بکری پہاڑ کی چوٹی پر جگہ پکڑ لیتی ہے اور دین غربت میں شروع ہوا اور آخر میں بھی ایسا ہی ہو جائے گا جیسا کہ شروع میں ہوا تھا چنانچہ غرباء کے لیے خوش خبری ہے اور وہی ہیں جو میری سنت کو درست کر دیں گے جس کو میرے بعد لوگوں نے خراب کر دیا ہوگا۔

فائدہ:

دشمنانِ اسلام کے ظلم وستم سے اہل ایمان کے بھاگنے اور ایمان پر ثابت قدم رہنے کی مثال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کی جگہ پکڑنے اور سانپ سے دی ہے کیونکہ سانپ دوسرے جانوروں کے مقابلہ میں تیز بھاگتا ہے اور سمٹ کر بل میں گھس جاتا ہے اور پھر مشکل سے ہی نکالا جاتا ہے آخر زمانہ میں جب مسلمان کم رہ جائیں گے تو سمٹ سمٹا کر حجاز چلے جائیں گے۔

تشریح:

اسلام کا آغاز غریبوں سے ہوا اور آخر میں بھی اسلام غریبوں ہی میں رہ جائے گا یعنی اسلام کے شروع میں مسلمان غریب اور کم تھے جس کی وجہ سے انہیں اپنے وطن کو چھوڑ کر دوسرے ملکوں کی طرف ہجرت کرنا پڑی اسی طرح آخر میں بھی ایسا ہی ہوگا کہ اسلام غریبوں ہی کی طرف لوٹ آئے گا پس ان غرباء کے لیے خوش بختی اور سعادت ہے۔ جن کے قلوب ایمان و اسلام کے نور سے پوری طرح منور ہونگے۔ بگڑی ہوئی سنتوں کو سنواریں گے اور مٹی ہوئی سنتوں کو زندہ کریں گے۔ آخر زمانہ میں یہی لوگ اسلام پر ثابت قدم رہیں گے اور اپنی زندگیوں کو کتاب وسنت کے علوم ومعارف سے سعادت مند بنائیں گے۔

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر خالد شبیر احمد

آرزوؤں کو بار وَر دیکھا
شوق ہوتا ہوا اَمر دیکھا

جس کے چرچے ہیں آسمانوں میں
خوش نصیبی کہ وہ بھی گھر دیکھا

صحنِ نبوی میں بندگی دیکھی
دل پہ ہوتا عجب اثر دیکھا

اُن کی نسبت کو سارے عَالم میں
ہم نے دیکھا تو معتبر دیکھا

کیا ہے رُتبہ حضور والا کا
عقل و دانش کو بے خبر دیکھا

درِ اقدس پہ یوں جمی نظریں
پھر نہ ہم نے اِدھر اُدھر دیکھا

شعر کہنے کا کیسے ہو یارا
حرف و معنیٰ کو بے ہُنر دیکھ

شکرِ ایزد کہ شہرِ مرسل کو
ہم نے خالدؔ بہ چشمِ تر دیکھا

ارضِ وطن

کامران رعد (لندن)

سنائیں کیا خبر ارضِ وطن کی　　کہ بوئے خون ہے خوشبو چمن کی
زمیں پہ سرخ بارش ہے برستی　　لہو لالی فلک سایہ فگن کی
کلاشنکوف کی آواز ڈھولک　　کٹی شہ رگ کا خوں مہندی دلہن کی
تڑپ اٹھتے ہیں گل بادِ صبا سے　　نوا زخمی ہے ہر غنچہ دہن کی
ہر اک جاں کانپتی ہے زندگی سے　　بپا ہر سو ہے ارزانی بدن کی
کسی کی آن ہے رقصاں برہنہ　　سوالی لاش ہے کوئی کفن کی
قوی ہیکل عقابوں سے ہے عاجز　　اکیلی فاختہ کمزور تن کی
زمیں پر چاند تارے مر رہے ہیں　　ہوئی رفتار کج چرخِ کہن کی
مسلماں کو دکھائیں کیا کرشمہ　　چتا کو آرسی کیا سوختن کی
اِسی ڈر سے ڈبوتے ہیں سفینہ　　نہ زد میں آئے بحرِ موجزن کی
بنے ہیں وہ محافظ عزّتوں کے　　جہاں کو ہے خبر جن کے چلن کی
زباں پہ ذکر اور دامن پہ چھینٹے　　نشانی بن گئی ہے بانکپن کی
قناعت، صبر اور ایماں بھلا کر　　ہر اک کو کھوج ہے لعلِ یمن کی
معیشت کو شریعت کہنے والو　　کرو تجدید مت مردہ فِتَن کی
کسی یونس کی تم کو بددعا ہے　　کمر پہ ٹاٹ باندھو مرد و زن کی
یہی ہے آخری راہِ نجات اب
یونہی چارہ گری ہو گی دکھن کی

”ماں“

(ہر بیٹے کے نام......تائبؔ کا پیغام)

پروفیسر محمد اکرام تائبؔ

ہر قدم پر اک نئی حائل بلا ہے دوستو
دور ہو جس سے بلا ، ماں کی دعا ہے دوستو

ماں کی خدمت ہی سے رتبہ پا گئے حضرت اویسؓ
ماں ہی کے قدموں تلے سب کچھ چھپا ہے دوستو

جو بچاتی ہے جلالِ ایزدی سے طور پر
حضرتِ موسیٰ کو وہ ماں کی دعا ہے دوستو

ماں کی چوکھٹ پر تو ہیں ، پیغمبروں کے سر بھی خم
اِس زمیں پر ماں ، فلک پر اک خدا ہے دوستو

ماں ، محبت ، خدمت و ایثار و قربانی کا نام
ماں تو اک انمول انعامِ خدا ہے دوستو

ماں اگر خوش ہے تو راضی ہے خدا بھی عرش پر
جو رضا ماں کی وہی اُس کی رضا ہے دوستو

ماں ہی کے دم سے ہے قائم رونقِ بزمِ جہاں
ماں ہے روحِ زندگی ، جانِ وفا ہے دوستو

ماں کی آغوشِ وفا پیر و جواں کے واسطے
خُلد سے جو آئے وہ ٹھنڈی ہوا ہے دوستو

گود میں اپنی جو لے کر کاٹ دے آنکھوں میں رات
کون کرتا اِس جہاں میں یوں بھلا ہے دوستو

میرا ہر بچہ قیامت تک رہے خندہ لَباں
ہر کسی ماں کے یہی دل کی صدا ہے دوستو

دوسرے رشتے سبھی ذاتی غرض سے ہیں قریب
پیار اک ماں کا جہاں میں بے ریا ہے دوستو

مونس و مخلص شریکِ زندگی بھی ہے بہت
رنگ ماں کے پیار کا لیکن جدا ہے دوستو

دو جہاں میں اُس کو مل سکتی نہیں منزل کبھی
وہ جو بدقسمت کوئی ماں سے خفا ہے دوستو

ماں کے اوصافِ حمیدہ کو میں کیا کیا نام دوں
پھول ، خوشبو ، چاندنی ، بادِ صبا ہے دوستو

تلخ لہجے میں کبھی تائبؔ نہ ماں سے بولنا
ماں کی ناراضی جہنم کی سزا ہے دوستو

فتنۂ نیوورلڈآرڈر اور سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حذیفہ وستانوی
(انڈیا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن تعلیمات کو لے کر مبعوث کئے گئے وہ ایسی ہمہ گیر اور کامل ومکمل ہیں کہ رہتی دنیا تک اس سے رہنمائی ملتی رہے گی، زمانہ چاہے کتنا ہی ترقی کیوں نہ کر جائے، مگر وہ تعلیمات نبویہ سے دست بردار نہیں ہوسکتا، کیوں کہ قرآن کا اعلان ہے: ''**الیوم اکملت لکم دینکم و أتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الإسلام دینا**''۔ میں نے آج تمہارے دین کو کامل ومکمل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر تام کر دیا اور دین اسلام کو تمہارے لیے پسند کرلیا۔

اس آیت کریمہ میں غور کرنے کی ضرورت ہے، اس لیے کہ قرآن نے دو جملے استعمال کیے ہیں: **اکمالِ دین** اور **اتمامِ نعمت**۔ بظاہر دونوں ایک معلوم ہوتے ہیں، مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اکمال دین کا جملہ لاکر بنی آدم کو صاف الفاظ میں خبر دے دی کہ اس دین کے آنے کے بعد تمام ادیان سابقہ منسوخ ہو چکے ہیں، اس لیے کہ بقیہ زمانہ میں جو شریعتیں اللہ کی جانب سے انبیاء سابقین کے ذریعہ بنی نوع انسانی پر نازل کی گئی تھی، وہ اس زمانہ کے لحاظ تھیں مگر نبی آخر الزماں احمد مصطفیٰ محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شریعت دی گئی، وہ صرف ان کے زمانہ کے ساتھ خاص نہیں، ایسی کامل ومکمل ہے، کہ ہر زمانہ میں اللہ کے رضا جوئی والی راہ جاننے کے لیے کافی ہے اور وافی ہے۔ اور دوسرا جملہ ''**اتممت علیکم نعمتی**''، یعنی اور یہ کہ تم پر اپنی نعمت کو مکمل کر چکا ہوں تو ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد نعمت رسالت ہو، یعنی اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا، اور ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد بندوں کو یہ بتانا ہو کہ اسلام جو مادہ پرستی کے دور میں انسان کے لیے شاق معلوم ہوگا، اس کے عاشق شر ہونے کی وجہ سے، ایسا نہیں ہے بل کہ اسلام اللہ کی ایک نعمت عظیم ہے، جس میں اعتدال، لہٰذا ضرورت زمانہ کے نام سے کسی طرح کی تحریف وتغیر کا حامل نہیں ہوسکتا، بل کہ وہ اب قیامت تک قرآن وحدیث کے بیان کردہ خطوط واصول پر قائم رہے گا۔ غرضیکہ ہم ربیع الاول کی مناسبت سے نیوورلڈآرڈر کے نام سے دنیا میں برپا کئے جانے والے فتنے کا تعاقب کرتے ہوئے اس مضمون میں یہ بتانے کی کوشش کریں گے کہ نیوورلڈآرڈر کے مطالبات کیا ہیں، اور اسلام میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اس کا حل کیا ہے۔ امید ہے کہ بصیرت سے پڑھ کر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ آمین یارب العالمین!

نیوورلڈآرڈر:

۱۸۹۷ء کے سال یہودیوں نے اپنی ایک کانفرنس میں نیا عالمی نظام New World Order کا تخیل گیارھویں اور انیسویں باب میں پیش کیا، اور اس کی تشکیل کی پہلی کوشش ۱۹۱۷ء میں کی گئی۔ جب امریکی صدر ولسن کے مشیر

کرنل منا ڈبل ہاؤس نے اقوام متحدہ (لیگ آف نیشنز) کا خاکہ ولسن کے سامنے پیش کیا، اگر چہ اس وقت یہ کہہ کر رد کر دیا گیا گیا، کہ ''امریکی مقتدر اعلیٰ کسی تنظیم کے تابع نہیں رہ سکتا'' ایسا اس لیے ہوا، کہ یہود اب تک اپنا اثر رسوخ امریکی اداروں پر قائم نہیں کر سکے تھے، مگر پھر انہوں نے فیصلہ کیا کہ اب اقتدار تک پہنچ کر ہی کچھ کام بن سکے گا، لہٰذا اس کے لیے وہ سرگرم ہو گئے، اور ۱۹۴۱ء کے آنے تک وہ تمام امریکی حکومتی اداروں پر حاوی ہو گئے، یہاں تک یکم جنوری ۱۹۴۲ء کے آنے تک اقوام متحدہ کا قیام عمل میں آ گیا، اور یہیں سے نیو ورلڈ آرڈر کی بنیاد پڑ گئی، اور پھر اس شر انگیز فتنہ نے دنیا میں کیا خلفشار پھیلایا؟ حالات اس کے گواہ ہے کہ پوری دنیا برائی کی جہنم میں دھکیل دی گئی، اور ظاہری و باطنی سکون دنیا سے عنقا ہو گیا، لہٰذا جب تک ''لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ'' پر عمل درآمد شروع نہیں ہو جاتا امن اور خیر کی فضا قائم ہو ہی نہیں سکتی۔

نئے عالمی نظام کے عناصر ترکیبیہ

امن کی راہ میں اصل رکاوٹ:

دنیا کے حالات دیکھ کر آپ خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں، کہ دہشت مٹانے کے نام پر پوری دنیا میں کون دہشت گردی برپا کئے ہوئے ہیں؟ ظاہر ہے کہ امریکہ ہی ہے، اور کیوں نہ ہوں؟ امریکہ کی بنیاد ہی سو ملین ریڈ انڈین کے قتل ناحق پر پڑی! اور پھر وقفہ وقفہ سے انسانی خون ہی کے ذریعہ اس کی بنیادوں کو مضبوط کیا گیا ہے، اور آج اس کی تعمیر کے بعد اس کی اپنی بقاء کے لیے بھی اس کو انسانی ناحق خون ہی درکار ہے! مگر امریکہ یہ بھول چکا ہے، کہ دیر آید درست آید، اللہ کا عذاب بغتۃ اچانک آتا ہے، اور جب آ جائے گا ''و لا یجدون لھم من دون اللہ ولیاً و لا نصیرا'' اور اللہ کا قانون ہے ''و ما للظالمین من انصار'' ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا، نئے عالمی نظام کی ماں چوں کہ امریکہ بن کر بیٹھا ہوا ہے۔ لہٰذا مختصراً اس محرک کا ذکر ضروری تھا جو کر دیا گیا۔

نئے عالمی نظام کے عناصر ترکیبیہ:

نئے عالمی نظام کے عناصر ترکیبیہ تو بہت سارے ہیں، مگر امتِ مسلمہ پر جن عناصر کے ذریعہ ظلم کیا جا رہا ہے صرف انہیں کو یہاں بیان کیا جا رہا ہے۔ عالمگیریت (Globlisation) جس کا مطلب عمومی طور پر پوری دنیا کو ایک ہی نظام کے تحت کرنا ہے، یعنی معاشی، تعلیمی، اخلاقی، تہذیبی، ہر چیز میں مغرب کا مقلد محض کر دینا، خاص طور پر عالمِ اسلام کو، کیوں کہ وہ جانتا ہے، کہ اگر ہمارا کوئی ہم سر اور مدمقابل ہے تو وہ اسلام ہی ہے، کیوں کہ مغربیت اور اسلامیت میں تضاد ہے، اس لیے کہ مغرب مادہ پرست ہے، اور اسلام اللہ پرست ہے، یعنی ہر امر میں اللہ کی بات کی پیروی کا مجاز ہے چاہے جو ہو جائے۔

عالمگیریت کو دنیا میں نافذ کرنے کے لیے مغرب نے ابلاغ عامہ یعنی میڈیا پر چاہے وہ پرنٹ ہو یا الیکٹرانک ہو اجارہ داری اور کنٹرول حاصل کر رکھا ہے، اور امریکہ کی جانب سے .M.F. اسٹاک مارکٹوں اور کریڈیٹ کارڈ کے اجرا کے ذریعہ پوری دنیا کے مالی نظام پر شکنجہ کسا جا رہا ہے، تہذیبی کنٹرول کے نام پوری دنیا کو برگر اور جینیز فیملی میں تبدیل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، آزاد مارکٹنگ کے نام پر پوری دنیا کو ملٹی نیشنل کمپنیوں کی جکڑ میں دے کر غربت میں اضافہ کی راہ ہموار کی جا رہی ہے۔

جمہوریت:

جمہوریت کے خوش نما نعرے کے ذریعہ سیاسی طور پر پوری دنیا پر اپنی بالادستی قائم کی جارہی ہے۔ خاص طور پر اسلام اور مسلمانوں کو اس کا شکار بنایا جارہا ہے، افغانستان، عراق، الجزائر، فلسطین، پاکستان، انڈونیشیا، لبنان، وغیرہ پر جمہوریت کے نام پر اسلام کا صفایا، اور مغرب کے تسلط کی کوشش کی جارہی ہے، جہاں کہیں اسلام جمہوریت کے راستے کامیاب ہوکر اقتدار پر آیا، ان یورپین ظالموں نے اس کی مخالفت کی، مثلاً فلسطین، مصر، الجزائر، وغیرہ کے حالات سے ان کی جمہوریت کے نام پر اسلام دشمنی عیاں ہے۔ **اللھم خذھم أخذ عزیزٍ مقتدر، اللھم فرق جمعھم، و خالف بین کلمتھم، و اجعل کیدھم، فی تضلیل آمین یا رب العالمین۔**

خاندانی منصوبہ بندی:

خاندانی منصوبہ بندی کے لیے تمام ممالک اور خاص طور پر اسلامی ممالک میں سروے کر کے یہ باور کرایا جارہا ہے، کہ افراد اگر تیزی کے ساتھ بڑھتے رہے، تو وسائل کم ہونے سے مسائل بڑھ جائیں گے، حالاں کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں، یہ صرف مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کو کنٹرول کرنے کا منصوبہ اور سازش ہے۔ **و مکروا و مکر اللہ، واللہ خیر الماکرین۔**

طاقت کا استعمال:

گلوبلائزیشن کے علمبردار امریکہ کا نظریہ یہ ہے، کہ جہاں کہیں بھی کوئی تحریک امریکہ کے مفادات کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہو، یا امریکہ کو ایسا محسوس ہو، تو وہ بلا کسی روک ٹوک کے اس پر حملہ کرنے، اور طاقت کا بے جا استعمال کرنے سے نہیں ہچکچائے گا، چاہے پوری دنیا اس کی مخالفت کرے۔

ٹیکنالوجی:

امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے ٹیکنالوجی خاص طور پر Hi-tech کمپیوٹر ٹیکنالوجی پر اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی ہے، تاکہ یورپ کی نیوکلیائی بالادستی قائم رہ سکے، خاص طور پر مسلمانوں کو نیوکلیائی طاقت بننے سے روکنا امریکہ کی اوّلین ترجیح ہے، جس کے شواہد افغانستان، عراق، وغیرہ پر حملہ اور پاکستان و دیگر اسلامی ممالک کو ڈراتے اور دھمکاتے رہنے سے لگایا جاسکتا ہے۔

خواتین کی آزادی:

آزادیٔ نسواں کے نام سے ۱۹۱۹ء میں باقاعدہ ایک تحریک کھڑی کی گئی جس نے خاندانی سسٹم کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا، این جی اوز خاص طور پر رفاہی اور تعلیمی خدمات کے نام پر اس میں بڑا رول ادا کر رہے ہیں، اسلامی ملکوں میں یہ لوگ بہت سرگرم عمل ہیں، جس کے نتیجہ میں ماڈل لڑکیوں کا کاروبار زور پر ہے۔

اباحیت کا فروغ:

نیو ورلڈ آرڈر کا یہ ایک اہم ترین حصہ ہے جس میں ذرائع ابلاغ کے ذریعہ پوری دنیا میں بے حیائی، اور بے راہ

روی کوفروغ دیا جارہا ہے، مثلاً ویلن ٹائن ڈے، روز ڈے، کلچر ڈے، اور ایسے بے شمار ڈیز اسی طرح ناچ گانا اور شراب کو عام کرنے کے لیے Holywood اور Bolywood جیسی فلم انڈسٹریاں ٹی وی سریلز، ویڈیو، فوٹو، کلپ آرٹس، اور اب تو موبائل نے رہی سہی کسر بھی پوری کردی، کھیل کود کو خوب عام کیا جارہا ہے، مثلاً کرکٹ، ٹینس، فٹ بال، ہاکی، وغیرہ جس میں ایک طبقہ کھیلنے میں اور ایک طبقہ اسے دیکھنے میں اور تبصرے کرنے میں اپنا قیمتی وقت ضائع کر رہا ہے، اور فرائض واجبات سے بے اعتنائی برت رہا ہے۔ **الله اللهم احفظنا!**

نصاب تعلیم:

امریکہ پورے دنیا کے سرکاری نصاب تعلیم پر نظر رکھتا ہے۔ اور اس میں ایسے نظریات شامل کرواتا ہے جس سے بچہ بچپن ہی سے مذہب سے متنفر ہو جائے، نظریۂ ڈارون، نظریۂ فرائیڈ وغیرہ کو خوب اہمیت دی جاتی ہے، حالاں کہ یہ تمام نظریات خود مغربی وروسی سائنس دانوں کے ہاتھ اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں، مگر عمداً اس پر پردہ ڈالا جارہا ہے تاکہ مسلمان خاص طور پر دین سے بیزار رہے۔

اسلام مخالف فرقوں کا تعاون:

پچھلے دوسو سال سے امت کو داخلی انتشار سے دوچار کرنے کے لیے نئے فرقے کھڑا کرنا، اور یہود ونصاریٰ کا ان کو مالی تعاون کرنا کسی سے پوشیدہ نہیں، مگر اب تو اس حرکت کو بھی تیز کر دیا گیا ہے، قادیانیت، بہائیت، موڈرن اسلام، سیکولر اسلام، نیا اسلام، جیسے بے شمار فرقے دنیا کے مختلف خطوں میں خاص طور پر اسلامی اقلیتی ممالک میں کھڑا کرنا، اور اس کا ہر اعتبار سے تعاون کرنا بالکل عیاں ہے۔

ان حالات میں اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: ''**لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة**'' تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ تو آیئے ہم پُرفتن دور میں ہمارے لیے اسوۂ حسنہ کیا ہو؟ جاننے کی کوشش کر تے ہیں، تاکہ ہمیں دنیا وآخرت میں اللہ کی رضا حاصل ہو جائے، اور ہم کامیاب لوگوں میں سے ہو جائیں۔

دور حاضر اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

قبل اس کے کہ ہم آپ کے سامنے کچھ تجاویز سیرت کی روشنی میں بیان کریں دور حاضر میں نیو ورلڈ آرڈر کے مفہوم کے بارے میں سیرت کی روشنی میں مختصر روشنی ڈالنا چاہیں گے۔

تجدید نظام عالم:

نئے عالمی نظام کی اصطلاح جس کو ہم تجدید کہہ سکتے ہیں، اس وقت متصور ہوگی، جب دنیا میں کوئی ایسی چیز وجود میں آئے، جس سے دنیا اپنی ہیئت اولیٰ کی طرف لوٹ جائے یعنی جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تھے، اس وقت جو حالات تھے کہ زمین خیر سے مالا مال تھی اور شر نہ ہونے کے برابر تھا اور دنیا کی یہ کیفیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئی تھی، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''**ان الدنیا قد استدار کھیئته یوم خلق السموات و**

الارض ''یعنی دنیا اپنی ہیئت اولیٰ کی طرح لوٹ چکی ہے، جس دن اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا تھا یعنی دنیا جس کی بنا توحید پر ہوئی تھی، ایک بار پھر توحید کی جانب رواں دواں ہے۔ اور فتنے اور شرارتیں جو تخلیق کے بعد عروج پر تھے، اب روز بروز زوال پذیر ہورہے ہیں، لہٰذا معلوم ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اصلاً نئے نظام کا آغاز ہوا ہے، نہ کہ ۱۹۴۲ء سے جو ۱۹۴۲ء کے بعد نظام نیو ورلڈ آرڈر کے نام سے وجود میں آیا، وہ شیطنیت کے احیاء کے علاوہ کچھ بھی نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو ایسی راہ دیکھائی جو جہنم سے نجات دے کر جنت کی طرف لے جائے، اور یہود جن کو قیامت کے دن سب سے پہلے جہنم کا جھنڈا دیا جائے گا، وہ دنیا کو جہنم کی طرف لے ہی نہیں جا رہے، بلکہ دنیا کو بھی جہنم بنا کر رکھ دیا۔ **اللہ یدعوا الی الجنۃ و المغفرۃ باذنہ و الرسول یدعوکم ۔**

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کردیا کہ: بلا شبہ جاہلیت کا ہر خون اور مال ومنصب وعہدہ قیامت تک میرے دونوں پیروں کے نیچے پامال ہے، یعنی اب قیامت تک کوئی دوسرا مذہب اور سلطنت مکمل طور پر ابدیت کے ساتھ اسلام کے آنے کے بعد استقرار نہیں پکڑ سکتی، اور الحمد للہ ہو بھی ایسا ہی رہا ہے۔

دور حاضر اور اسوۂ نبوی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اپنی وفات حسرت آیات سے قبل چند وصیتیں کی تھیں جس میں اہم یہ ہے: ''**ترکت فیکم امرین: ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی ابدا کتاب اللہ و سنتی** ''۔ میں تمہارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑ جارہا ہوں اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رکھو گے، تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔

لہٰذا ہمیں کتاب اللہ کو پڑھنے پڑھانے سمجھنے اور سمجھانے اور اس پر عمل کرنے کا خوب اہتمام کرنا چاہئے، جس سے امت بڑی غفلت میں مبتلا ہے۔

علامہ اقبال نے امت کے حالات کو دیکھ کر تقریباً اسی نوے سال پہلے کہا تھا:

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

دوسری چیز سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جس نے اسلام کی صحیح تعلیمات کی حفاظت میں اہم رول ادا کیا، جس کی بدولت تدوین حدیث، تدوین اصول فقہ، تدوین تاریخ، تدوین علم کلام، تدوین علوم القرآن، تدوین علوم حدیث، جیسے اہم علوم وجود میں آئے اور قرآن کے معانی کی مکمل حفاظت ہوگئی اور جس نے وحی الٰہی کو عملی نمونے کے طور پر پیش کیا۔ ابن العربی کے مطابق سات سو سے زائد علوم، حدیث کی برکت سے وجود میں آئے۔

مادہ پرستی سے چھٹکارہ کیسے:

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''**أکثروا ذکر ھاذم اللذات اعنی الموت** ''۔ لذتوں کو فنا کرنے والی چیز، موت کو خوب یاد کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مادہ پرستی (یعنی دنیا اور اس کی فانی نعمتیں) جس کا دور حاضر میں دور دورہ ہے، اور نیو ورلڈ آرڈر میں دنیا کو اسی مادہ پرستی کی جانب دھکیلنے کے لیے اپنی کوششوں کو تیز کر رکھا ہے۔ لہٰذا مسلمان

نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے پیشِ نظر موت اور مابعد موت کی زندگی کو کثرت سے یاد کریں۔ تا کہ مادیت سے ذہن ہٹ کر ربانیت اور للّٰہیت کی طرف منتقل ہو جائے۔

سنت پر عمل کا مفہوم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اس درجہ تک اپنے دل میں پیدا کریں کہ ہر چیز سے زیادہ محبت آپ سے ہو جائے قرآن کا اعلان: ''**قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ** '' اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری یعنی نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ اسی کی شرح کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''**لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من مالہ وولدہ والناس اجمعین** '' تم میں سے اس وقت تک کوئی کامل مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک میں اس کے نزدیک اس کے مال، اولاد، ہر چیز سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

ایک روایت میں ہے: ''**ثلاث من کن فیہ وجد حلاوۃ الایمان ان یکون اللہ ورسولہ احب الیہ بما سواھما وان یحب المرٔلا یحبہ الا للہ وان یکرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یقذف فی النار** ''۔

امام بیضاویؒ فرماتے ہیں کہ کمال ایمان کے لئے یہ تین چیزیں ضروری قرار دی گئی۔ اس لیے کہ جب آدمی غور کرے گا کہ نعمتوں کا دینے والا کون ہے تو ظاہر ہے وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ نعمتوں کا دینے والا اللہ ہے، لہٰذا اسی سے محبت کرنی چاہئے اور نعمتوں میں سب بڑی نعمت قرآن اور اسلام ہے، اور قرآن اور اسلام کو ہم تک صحیح معنی میں پہنچانے والے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، تو ظاہر بات ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محبت کرنے لگے گا، کیوں کہ حقیقت میں یہ دو ہی محبت کے حقدار ہیں، بقیہ سب وسائط کے درجہ میں ہیں، اور جب ان دونوں عظیم ترین ہستیوں سے محبت کرے گا، تو دوستی اور دشمنی بھی اسی سے کرے گا جس سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبت کریں یا ناپسند کریں، اور جب ایمان ان کی محبت کی برکت سے دل میں جم جائے گا تو ظاہر ہے دنیا کی ہر مصیبت، اور چمک دمک اس کی نظروں میں اسلام کے مقابلہ میں بے وقعت ہو جائے گی اور وہ اپنے اندر ایمان کی حلاوت محسوس کرے گا، پھر چاہے جو ہونا ہو، ہو جائے، مگر یہ ہرگز پسند نہیں کرے گا کہ وہ اسلام اور ایمان کے تقاضہ کے خلاف کسی امر کا ارتکاب کرے، چہ جائیکہ اسے چھوڑ دے، آگ میں جلنا تو پسند کرے گا، مگر ایمان چھوڑنا پسند نہیں کرے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو پڑھا جائے لوگوں کو سنایا جائے تا کہ خوشی غمی، عبادت، چلنے پھرنے تمام چیزوں میں آپ کا طریقہ معلوم ہو اور پھر اس پر عمل کرنے کا جذبہ بیدار ہو اور یہی مطلوب اور مقصود ہے۔

محبت تین طرح ہوتی ہے: (۱) محبت قولی (۲) محبت قلبی (۳) محبت عملی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر مسلمان میں تینوں قسم کی محبت کا ہونا ضروری ہے۔ محبت قولی یہ ہے، کہ محبِّ رسول ہونے کا دعوی کرے، محبت قلبی یہ کہ دل میں آپ کی ہستی سے زیادہ اور کسی کی محبت کو جگہ نہ دے۔ اور محبت عملی یہ ہے کہ ہر کام کے کرنے سے پہلے یہ دیکھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا ہے یا نہیں؟ اسلام میں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اصل محبت تو یہی ہے۔ کیا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا کوئی ہوگا؟ مگر پھر بھی احد میں ان سے

صرف ایک مرتبہ اجتہادی غلطی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حکم پر عمل کرنے میں کوتاہی ہوئی تو مسلمانوں کو کچھ دیر کے لئے شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ قرآن کہتا ہے: ''**فاثابکم غما بغیر بغم**'' پھر تم کو غم کے عوض غم پہونچا۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل تنگ کیا اس کے بدلے تم پر تنگی آئی تاکہ آگے یاد رکھو ہر حالت میں رسول اللہ علیہ وسلم کے حکم پر چلنا چاہیے خواہ بظاہر کسی نفع کے ضائع ہونے کا امکان نظر آئے۔

اے دور حاضر کے مسلمانو! ذرا غور کرو کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے زیادہ کیا کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا نہیں ہوگا، مگر پھر بھی جب ''چوک سے'' عمداً اور جان کر نہیں عملی طور پر بھول ہوگئی، تب بھی صحابہؓ کی گرفت ہوئی اور قرآن میں اس کو بیان بھی کیا گیا، تاکہ لوگوں کو سبق مل جائے، کہ کسی بھی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت جائز نہیں۔ تو ذرا ہم غور کریں کہ ہم تو سنتوں پر عمل کرنا درکنار، فرائض و واجبات کی بھی پروا نہیں کرتے، بلکہ اور زیادہ افسوس کی بات یہ کہ، امت کا ایک بڑا طبقہ حلال کو حرام، اور حرام کو حلال کرنے پر تُلا ہوا ہے؛ کہیں سود کو، کہیں داڑھی تراشنے کو، کہیں چہرے کے حجاب کو، کہیں ڈیز Days منانے کو، کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کی فلم بندی و فلم بنی کو، کہیں تسلیمہ نسرین اور سلمان رشدی کے معاف کرنے کو، کہیں جہاد کی فرضیت کے انکار کو، کہیں بابری مسجد سے دست بردار ہونے کو؛ اور کہیں لال مسجد آپریشن میں طالبات قتل کرنے کو، جائز ہی نہیں، حلال ہی نہیں، بلکہ مستحب قرار دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ بھلا بتاؤ! ایسے حالات میں نصرت و مدد آسکتی ہے؟ نہیں! عذاب تو آسکتا ہے، مگر نصرت نہیں آسکتی۔

لہٰذا اے مسلمانو! خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو مضبوطی کے ساتھ قولاً، عملاً اور قلباً ہر طرح سے تھام لو، پھر دیکھو نصرت آتی ہے یا نہیں، سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوہ بنالو پھر دیکھو تم سربلند ہوتے ہو یا نہیں، رب کعبہ کی قسم تم دنیا و آخرت میں سرخ رو ہو جاؤ گے، سربلندی تمہارا استقبال کرے گی، تم مقصدِ حیات کو پالو گے یعنی رضاء الٰہی کو، اقبالؔ نے کیا خوب کہا۔

بہ مصطفےٰ برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کا پہلا قدم یہ ہے کہ ہمارے اعمال و افعال وقت کے تقاضوں کے تابع نہ ہوں بلکہ اسوۂ حسنہ کے تابع ہوں یہی مسلمان کی بازآفرینی کا نسخہ ہے یوں ہی مسلمان اس نام نہاد عالمی نظام کے تارپود کو بکھیر سکتا ہے۔ اور انسان کو انسان کی غلامی سے نجات دلاسکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک نے ان کے عہد کو خیر القرون بتایا، اور اسی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جیسے تمام آنے والے زمانے اس عہد میں اکٹھے کردیے گیے، انسانی زندگی کے کسی امکان کے بارے میں غور کیجئے، کسی صورت حال کے بارے میں غور کیجئے، تو وہ اسی زمانہ میں نظر آجائے گی، اللہ تعالیٰ نے تمام زمانوں کو اس ایک عہد میں سمیٹ دیا، یہی وہ نکتہ ہے جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے، کہ کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ، تمام انسانی مسائل پر منطبق کی جاسکتی ہے۔ **اللھم حبب الینا الایمان و زینہ فی قلوبنا و کرہ الینا الکفر و الفسوق و العصیان. و جعلنا من الراشدین. آمین!**

انسان زندگی کو نہیں، زندگی انسان کو کنٹرول کر رہی ہے
دنیا کے پُرشور نقار خانے میں کسی کو خطرے کی گھنٹی سنائی نہیں دے رہی

(مسلم انسٹی ٹیوٹ ہال کلکتہ میں ۳۲ سال قبل ایک فکر انگیز خطاب)

مفکرِ اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ

تہذیبوں، زبانوں اور افکار کی عمر:

میرے عزیز دوستو اور بھائیو! آپ سب مختلف علمی شاخوں اور شعبوں کے طالب علم ہیں، آپ نے تاریخ پڑھی ہے، تہذیبوں، زبانوں اور افکار کی ایک خاص عمر ہوتی ہے، ان میں طفولیت کا، بچپن کا، جوانی کا، پھر اس کے بعد بڑھاپے کا دور آتا ہے، یعنی تہذیبیں اور علمی نظام بھی اسی طرح سے جوان اور بوڑھے ہوتے ہیں۔ اس سے صرف وہ نظام یا وہ دعوت و تعلیم مستثنیٰ ہے جو انسانوں کی ساختہ پرداختہ نہیں ہوتی اور انسانوں کے ذہنی ارتقاء اور انسانوں کی محنتوں اور تجربوں کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ اس کا تعلق ایک علیم و خبیر ذات سے ہوتا ہے جو ان تمام چیزوں سے ماورا ہے، حوادث سے ماورا ہے کہ جس پر کوئی چیز اثر انداز نہیں ہوتی، لیکن یہ انسانی تہذیبیں اور انسانی نظامِ فکر ان میں انحطاط آتا ہے، وہ کچھ عرصہ بعد اپنی تازگی، شادابی، افادیت اور اس کے بعد ایک مرحلہ آتا ہے کہ زندگی کا استحقاق کھو دیتے ہیں۔ کسی خارجی کوشش سے یا کسی خارجی پشت پناہی سے، یا کسی بہانے سے وہ چند دن باقی رہتے ہیں لیکن ان کے اندر زندگی نہیں ہوتی، اس وقت مشرق و مغرب میں عام طور پر ایک بڑا موضوع بحث ہے کہ انسانی نسل میں ایک انحطاط آ رہا ہے، انسانی نسل کا تسلسل قائم ہے بلکہ اس میں اضافہ ہو رہا ہے اور اضافہ اس حد تک ہو رہا ہے کہ وہ ایک بہت بڑا پرابلم بن گیا ہے۔ انسانی آبادی بہت تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے لیکن کوالٹی کا جہاں تک تعلق ہے، کیفیت کا جہاں تک تعلق ہے تو مفکرین، مصلحین، ماہر نفسیات کا عام احساس یہ ہے کہ اس میں تیزی کے ساتھ انحطاط آ رہا ہے، تشویش ناک حد تک۔ انسانی نسل اپنی کوالٹی میں اپنی اندرونی صلاحیتوں میں تیزی کے ساتھ انحطاط کی طرف جا رہی ہے اور یہ عمل برابر جاری ہے اور اس کی رفتار اتنی تیز ہوگئی ہے کہ انسانی نسل کا مستقبل تاریک نظر آ رہا ہے۔

خطرہ کی گھنٹی:

اس وقت یورپ و امریکہ سے لے کر مشرق کے دانشوروں تک یہی بحث و نظر کا موضوع بنا ہے اور ایک خطرے

کی گھنٹی ہے جو ساری دنیا میں بج رہی لیکن دنیا کا نقارخانہ اس وقت اتنا پُر شور ہے اور اس وقت اتنا ہنگامہ خیز بنا ہوا ہے کہ یہ خطرے کی گھنٹی سنی نہیں جا رہی ہے، لیکن جو لوگ ٹھنڈے دل سے غور کرنے کے عادی ہیں، ٹھنڈے دماغ سے سوچتے ہیں، مختلف واقعات کا تجزیہ کرتے ہیں، انسانیت کے درد میں خلوص کے ساتھ کام کر رہے ہیں وہ بڑی تکلیف محسوس کرتے ہیں وہ اتنے زور سے اس خطرے کی گھنٹی کو بجا رہے ہیں، سگنل دے رہے ہیں کہ انسانیت کا قافلہ دھنس جائے گا۔ زندگی کی جس ٹرین پر سوار ہیں وہ ایک بہت بڑی چٹان سے ٹکرانے والی ہے، ایک بہت بڑا حادثہ پیش آنے والا ہے۔ ایک بہت گہری خندق ہے لیکن انسانی ٹرین جو رواں دواں ہے اور آندھی کی طرح چل رہی ہے اس کے مسافر محوِ تماشا ہیں اور سب لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ وہ ایک حقیقت پسند انسان کی طرح سوچنے کے لیے تیار نہیں۔ اب زندگی کا سفر اتنا بہتر ہو گیا ہے کہ انسان اس زندگی کے دوش پر سوار نہیں ہے بلکہ انسان کی انسانیت کے دوش پر سوار ہے۔ انسان راکب نہیں ہے، انسان مرکب بن گیا ہے یعنی انسانیت کی باگ ڈور انسان کے ہاتھ سے نکل گئی ہے اور اب زندگی اُسے لیے جا رہی ہے۔

انسان، زندگی کو کنٹرول نہیں کر رہا ہے، زندگی اس کو کنٹرول کر رہی ہے۔ انسان نے جو چیزیں پیدا کیں، جو ادارے سائنس، ٹیکنالوجی، پالیٹکس، اکانومکس جو انسانوں کے پیدا کیے ہوئے ہیں، یہ اب انسانوں کو کنٹرول کر رہے ہیں۔ انسانیت کے بلند مقاصد، اخلاقی اقدار، ایک سوچا سمجھا منصوبہ پیغمبروں کی تعلیمات اور کائنات پر حکومت کرنے والے اصول اس وقت بالکل اپنی جگہ چھوڑ چکے ہیں اور بے بس ہو چکے ہیں، جیسے آپ کسی مشین کو اسٹارٹ کریں تو پھر اس کو سٹاپ کرنا چاہیں تو اس کو روک نہیں سکتے۔ مسئلہ یہ بنا ہوا ہے کہ امریکہ اور یورپ میں زندگی بھگائے لیے جا رہی ہے۔ کسی کو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ زندگی بے قابو ہو رہی ہے۔ کوئی اس کو قابو میں لائے، کوئی اس کی منزل سفر اور منزل مقصود پر غور کرے، اس کا ہوش نہیں رہا، یورپ اور امریکہ میں زندگی اس بُری طرح سے سوار ہے، انسانوں پر زندگی کے تقاضے اس طرح سے حاوی ہو گئے ہیں کہ نظر ثانی کرنے کا موقع ہی نہیں، اتنی فرصت نہیں ہے کہ آدمی ذرا سا اپنے ذہن پر غور کرے، مقاصد پر غور کرے، کہاں جا رہا ہے؟ کہاں جانا ہے؟ کس لیے یہ سفر ہو رہا ہے؟ اس وقت تک ایک عالم انسانی انحطاط اور زوال ہے۔

مغربی فکر کا اضمحلال:

مغربی تہذیب نے ۱۷ویں، ۱۸ویں صدی عیسوی میں اور ۱۹ویں صدی کے آخر تک اپنی صلاحیت کا بہت حیرت انگیز ثبوت دیا۔ آپ اگر ۱۹ویں صدی کے آخر تک یورپ کے اداروں کو دیکھیں یا آپ مغربی تہذیب پر گہری نظر ڈالیں مغربی ٹیکنالوجی، سائنس کی مختلف شاخیں اور یہاں تک کہ علم کی جو مختلف شاخیں ہیں، اس پر اگر غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ مغربی ذہن کی تخلیقی صلاحیت کے نئے نئے شگوفے کھلانے کی عجیب و غریب طاقت وہ قوتِ حیات اور جوشِ عمل سے بھرپور ہے۔ جس طرح سے کسی چیز ہوا بھر جائے تو وہ اپنا مخرج تلاش کرتی ہے پانی اگر آپ کسی برتن میں بھر دیں اور وہ لبریز ہو جائے

تو وہ چھلکنے کے لیے بے چین ہوتا ہے اس کو کوئی طاقت روک نہیں سکتی، اسی طرح سے مغربی تہذیب کی جو فکر ہے وہ جوش و نشاط سے بھرپور تھی۔ جتنی چیزوں سے ہم آج فائدہ اٹھارہے ہیں، وہ ساری کی ساری ۱۹ویں صدی کے آخر تک کی یورپ کی دین ہے جس کا تسلسل ۱۹ویں صدی تک قائم رہا اسکے ذہن کی طاقت اور پوری برابر قائم رہی جتنی چیزوں کے ہم آج ممنون ہیں ہماری موجودہ تہذیب شکر گزار ہے ان کی رہین منت ہے اس کی وجہ سے آج دنیا میں رونق نظر آرہی ہے زندگی کا سفر آسان معلوم ہورہا ہے ریلوں، ہوائی جہاز اور پھر یہ ریڈیو کا دریافت کرنا۔ ہواؤں کا خلا میں محفوظ رکھنا، اس کے علاوہ یہ وائرلیس کی ایجاد یہ ساری کی ساری چیزیں انیسویں صدی کے آخر اور زیادہ سے زیادہ آپ ان کو بیسویں صدی کے شروع میں کہہ لیجئے اس کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مغربی فکر میں اضمحلال پیدا ہوگیا جیسے کوئی چیز ہوتی ہے وہ اپنے کام کا حصہ پورا کر چکی ہو اب اس وقت صورت حال یہ ہے کہ مغربی تہذیب اور پورا مغربی فکر جگالی کررہا ہے آپ نے سنا ہوگا کہ اونٹ کھالیتا ہے اس کے بعد وہ جگالی کرتا ہے۔ جگالی کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کو باہر نکالنا اب اس وقت مغربی ذہن جگالی کی حالت میں موجود ہے اب وہ کوئی نئی چیز دنیا کو نہیں دے رہا یا یوں کہہ لیجئے کہ مغربی تہذیب مغربی فکر، مغربی دنیا اس وقت اپنے پچھلے کارناموں میں اپنے پچھلی محنتوں کے سائے میں زندگی گزار رہی ہے اور اس کو جو اس وقت سہارا مل رہا ہے اس کو جو کچھ زندگی گزارنے کا جواز حاصل ہے، زندگی گزارنے کا جو موقع دیا گیا ہے، اور دنیا کی نگاہوں میں جو احترام اور وزن ہے وہ سب اس کے پچھلے کارناموں کی بدولت ہے اس وقت مغرب اپنے ماضی پر زندہ ہے وہ مستقبل کے لیے کوئی بڑا کارنامہ انجام نہیں دے رہا، اس وقت خود اس کی تہذیب نے مسائل اور مشکلات پیدا کردیئے ہیں اسے حل کرنے میں وہ ناکام ہے۔

نسل انسانی کو جو اہمیت ہے اس کے مفاد کا جو مسئلہ ہے انہیں کسی طریقے سے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، مسئلہ یہ ہے کہ انسانی نسل اپنے ذہن، اپنے قلب، اپنے دماغ، اپنی صلاحیتوں کے پورے مجموعے کے ساتھ تیزی سے انحطاط اور زوال کی طرف دوڑ رہی ہے قیادت اور لیڈرشپ مغرب کے ہاتھ میں ہے مشرق کے ہاتھ میں نہیں یہ ہمارے لیے افسوسناک بات ہے اور مسلم واقعہ ہے اور اس میں دورائے نہیں ہوسکتیں کہ ساری دنیا کی قیادت مغرب ہاتھ میں ہے اور یہ لیڈرشپ بوڑھی ہوگئی ہے بلکہ بانجھ ہوگئی ہے اس میں اس وقت حائق کا مقابلہ کرنے، دنیا کو خطرات سے بچانے اور انسانیت کو اس دلدل سے نکالنے جس میں انسانیتمغربی تہذیب کی بے بصری اور مغربری تہذیب کی مذہب دشمنی اور مغربی تہذیب کی انسانیت بیزاری کی وجہ سے کھوگئی ہے اور برابر گرتی جارہی پھنستی چلی رہی ہے۔ اسی دلدل سے نکالنے کے لیے ہماری اس موجودہ لیڈرشپ کے پاس کوئی نسخہ نہیں کوئی تجویز نہیں۔ میں نے آپ سے کہا کہ بڑھاپا جس طرح انسانی جسم کے پورے ڈھانچے پر اثر انداز ہوتا ہے۔ آنکھیں متاثر ہوتی ہیں، دماغ متاثر ہوتا ہے، اعصاب متاثر ہوتے ہیں لیکن اس کے اثر ڈالنے کا ایک خاص طریقہ ہوتا ہے کہتے ہیں نزلہ سب سے زیادہ کمزور پر گرتا ہے یہ ہماری تہذیب کے انحطاط کا نزلہ، انسانی فکر و تہذیب کے انحطاط کا نزلہ ہے اس کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر آپ اس کو دیکھ لیں تو آپ کو اپنی صحیح ذمہ

داری کا احساس ہوگا۔ کیونکہ انسانیت، انسانی تہذیب، انسانی نسل اور انسانیت کا جو ایک قصر ہے جو نسلوں کی محنتوں سے پیغمبروں اور مصلحین کی محنت سے ہوا ہے۔ اس کے کسی حصے میں سب سے زیادہ کمزوری ہے آپ اس کو اگر سمجھ لیں تو پھر اس کے بعد مجھے آپ نے اپنے اعتماد اور حُسن ظن کی بنا پر جو موضوع دیا ہے وہ میرے لیے بھی آسان ہو جائے گا اور آپ کے لیے اس کا سمجھنا آسان ہوگا۔

ناواقفیت کا عذر:

اس زمانہ کا کرائسیس (Crisis) کیا ہے! کیا اس کا کرائسیس پالیٹکس ہے! کیا اس کا کرائسیس سرمایہ داری ہے! اس کا کرائسیس قوموں کا ایک دوسرے سے واقف ہونا ہے! بہت دنوں تک یہ غلط فہمی رہی کہ دنیا کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ایک دوسرے سے واقف نہیں میں ایک قوم دوسری قوم سے واقف نہیں۔ ایک ملک دوسرے ملک سے واقف نہیں اور پھر ملک کے اندر ایک اسٹیٹ دوسری اسٹیٹ سے واقف نہیں اور پھر اسٹیٹ کے اندر بھی ایک ضلع دوسرے ضلع سے واقف نہیں ہے ایک شہر میں ایک محلّہ کے لوگ دوسرے محلّہ کے لوگوں سے واقف نہیں ہیں، بڑی معقولیت کے ساتھ یہ کہا جاتا تھا دنیا کی مصیبت کا سرچشمہ یہ ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد سے واقف نہیں ہیں کوئی کسی کی کیا مدد کرے گا! معلوم نہیں دنیا کے کس حصے میں کیا ہو رہا ہے۔ مغرب والوں کو معلوم نہیں ہے کہ مشرق والے مصیبت میں مبتلا ہیں، افریقہ والوں کو ایشیا کا حال معلوم نہیں کہ کہاں زلزلہ آیا! کہاں سیلاب آیا! کہاں قحط کی صورت حال درپیش ہے اس زمانے میں اس کا بڑا پروپیگنڈہ کیا گیا کہ اس دنیا میں جو تعاون نہیں ہو رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک کو دوسرے کا حال معلوم نہیں ہے چنانچہ لوگوں نے ساری طاقت اس میں صرف کر دی کہ ایک کو دوسرے کا حال معلوم ہو، ایک ملک دوسرے ملک کی مشکلات سے واقف ہو، لوگوں نے ایک قدم آگے بڑھایا کہ لوگوں کو تاریخ معلوم ہونی چاہیے ایک دوسرے کا کلچر، خصوصیات اور زبان وادب سے واقف ہوں، اس سے قومیں ایک دوسرے کے گلے مل جائیں گی اور ایک دوسرے کو سینے سے لگالیں گی، کہ میں معلوم نہیں کہ آپ کا ادب اتنا ترقی یافتہ ہے اتنے لطیف خیالات ہیں ہم تو آپ سے اس لیے لڑتے ہیں کہ ہم آپ کی تہذیب سے واقف نہیں تھے اب جیسا کہ ہم نے آپ کے ادب کا مطالعہ کیا۔ اب آپ کی قدر آئی ہے آیئے آیئے آپ ہمارے استاد ہیں ہم آپ سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں اس وقت یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ ساری دنیا کے مشکلات کا اصل سبب یہ ناواقفیت ہے۔

اب ریڈیو نکلا اور ریڈیو نے اپنی پوری توانائی اور اپنی پوری طاقت اس پر صرف کر دی کہ ہر ایک اپنے ملک کا لٹریچر اور اپنے ملک کی زبان وادب اپنے ملک کی تاریخ مختلف زبانوں میں پیش کرے، ریڈیو کے پروگرام ہونے لگے اور اپنے علاقائی زبانوں میں لیکن تھوڑے عرصہ بعد معلوم ہوا کہ دنیا جہاں تھی وہیں ہے۔ یعنی لوگوں نے معلومات سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔

آج انسانیت کا مسئلہ کیا ہے یہ ایک سوال ہے۔ آج انسانیت روبہ زوال ہے؟ کوئی خاص نظام، کوئی خاص

سسٹم، کوئی خاص فلسفہ، دنیا میں زوال کا نتیجہ ہے؟ میں نہیں کہوں گا یہ دنیا کا سارا فساد کمیونزم یا کپٹی ازم کا لایا ہوا ہے۔ یہ چیزیں اتنی عام بھی نہیں کہ ساری چیزوں پر اثر انداز ہوں۔ اس وقت کا کرائسس کیا ہے؟

اب میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں اس وقت کا کرائسس، اس وقت کا سب سے بڑا مسئلہ ہے ایمان و اخلاق کا زوال، آپ جہاں جائیں، جس ملک میں جائیں آپ کو اوپر کی اسٹوڈنٹس کی لائن میں، سکولوں اور یونیورسٹیوں اور کالجوں میں آپ کیا دیکھ رہے ہیں، کیا استادوں میں کوئی کریکٹر ہے؟ کیا طلباء میں کوئی کریکٹر ہے؟ اس وقت جس صورت حال سے دوچار ہیں۔ بہار اور یوپی جس کا حال میں جانتا ہوں کہ کس طرح یہاں ایک انارکی اور حیوانیت اور وحشت و بربریت کا دور دورہ ہے...... انسانیت کے سوا سب کچھ ہے، ایمان ویقین اور اخلاق کا فقدان ہے۔ آپ مسلم نوجوان یہ خدمت انجام دے سکتے ہیں، آپ اپنے اندر ایمان پیدا کریں اور اخلاقی بلندی پیدا کریں۔ آپ یہ ثابت کردیں کہ آپ خربوزے اور تربوزے نہیں ہیں کہ دنیا کی منڈی میں آپ کی بولی لگادی جائے۔ آپ یہ ثابت کردیں کہ آپ ایک پیسے سے لے کر ایک کروڑ روپے تک نہیں بک سکتے۔ ایک کروڑ کے آگے شاید کسی کے دینے کی ہمت نہ ہو اور شاید ہماری حکومت اتنی بڑی نہ ہو ورنہ میں اس سے آگے کہتا۔ ایک ارب روپے تک کوئی مسلمان نہیں بک سکتا۔ بڑی سے بڑی پیشکش بڑی سے بڑی آفر کسی حکومت کی ہو یا پارٹی کی، وہ مسلمان کو اپنے مقصد سے اپنی اخلاقی سطح سے اخلاقی معیار سے ایک بال برابر بھی نہیں ہٹا سکتا۔ اس وقت آپ دنیا میں اس چیز کو پیش کریں کہ مسلمان ہر سودے سے ماوراء ہے۔ اس سے سودا نہیں کیا جاسکتا اور پھر یہ دیکھ لے دنیا کہ آپ سچے ہیں آپ زبان کے سچے ہیں، قول وقرار کے پکے ہیں، آپ جھوٹ نہیں بول سکتے۔ مسلمان نقصان اٹھائے گا، تکلیف اٹھائے گا، وہ بازی ہار جائے گا لیکن جھوٹ نہیں بولے گا۔ آپ کے سپرد جو کام کیا جائے آپ اس کو پوری مستعدی کے ساتھ انجام دیں گے۔ جو ذمہ داریاں آپ کے حوالہ کی جائیں آپ اس کو دوسروں سے بہتر انجام دیں گے اور اگر یہ عام جلسہ عام ہوتا اور شہر کی پبلک ہوتی میں کہتا مسلمان دودھ میں پانی نہیں ملائے گا۔ مسلمان وعدہ خلافی نہیں کرے گا، مسلمان ناپ تول میں کمی نہیں کرے گا، جرم کا ارتکاب نہیں کرے گا، مسلمان کی بات پتھر کی لکیر ہے وہ خلاء و شگاف جو اس وقت ہماری سوسائٹی میں ہے، ہمارے اس عہد میں ہے کہ انسان جانتا سب کچھ ہے، لیکن مانتا کچھ نہیں۔ ہم جانتے سب کچھ ہیں، کریں گے کچھ نہیں، اتنا جانتے ہیں کہ کتاب لکھ سکتے ہیں۔

اس گھٹاٹوپ اندھیرے میں آپ کا ایمان ایسا جگمگاتا ہو جیسے پتھروں میں ہیرا اور کندن، جیسے خاک میں کندن دمکتا ہے، اس طرح آپ کا ایمان، آپ کا یقین چمکے اور دور سے نظر آئے کہ وہاں ایک ایمان رکھنے والا صاحب یقین نوجوان بیٹھا ہے۔ آپ کو کسی غلط کام میں استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ آپ سے تخریبی کام نہیں لیا جاسکتا۔ آپ کا ضمیر، آپ کے اصول، آپ کے مسلک، عقیدے، آپ کا مذہب، آپ کا ملت کے خلاف آپ سے کوئی فائدہ اٹھایا نہیں جاسکتا۔ کیسی منسٹری، کیسی صدارتی، بڑی سے بڑی آفر آپ کے سامنے اگر پیش ہو تو آپ کہیں:

برو ایں دام در مرغ وگرنہ
کہ عنقا را بلند است آشیانہ

تھوڑی دیر میں چند ایسے نوجوان ہو جائیں جو اپنے مذہب پر قائم ہوں جو اپنے اصول پر جمے ہوں اور پہاڑ کی طرح اٹل ہوں، خیر خواہ ہوں، مخلص ہوں، بے غرض ہوں، پاک باز ہوں، جن کی جوانی بے داغ ہو، اقبال نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی رہے تری بے داغ

مستقبل مسلم نوجوانوں کے ہاتھ:

حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح بے داغ جوانی اور پاک بازی استقامت اور صداقت، دل سوزی اور خلوص، بے غرضی اور اس کے ساتھ ساتھ ذہنی صلاحیتیں بھی ہوں۔ آپ کی صلاحیت بھی بلند ہو، آپ بات کریں تو معلوم ہو کہ پڑھے لکھے ہیں۔ آپ کا مطالعہ بہت وسیع ہو، آپ کی نظر سب سے عمیق ہو، گہری ہو، میں پیشین گوئی کرتا ہوں ہندوستان کے اس عظیم شہر کلکتہ میں کہ ہندوستان کا مستقبل نوجوانوں کا ہے۔ آپ ہی ہوں گے ذمہ داریوں کے مالک۔ اگر آپ کے اندر ایمان ہے، ایمان کی روح دینی اصطلاح میں اور کوئی اصطلاح نہیں استعمال کر رہا ہوں اور میں کسی دوسری اصطلاح کو اس وقت جائز نہیں سمجھتا۔ خالص قرآن کی اصطلاح میں خالص پیغمبروں کی اصطلاح میں ایمان ہو آپ کے اندر، خدا کی وحدانیت پر آپ کا ایمان ہو، خدا کے کارساز حقیقی ہونے پر آپ کا ایمان ہو، خدا کے نافع وضار ہونے پر آپ کا ایمان ہو، خدا قوموں سے لے کر افراد تک کی تقدیر کے مالک ہونے کا آپ کو اقرار ہو، حشر ونشر پر آپ کا ایمان ہو، آخرت پر آپ کا ایمان ہو، اس کے اوپر **الصدق ینجی والکذب یھلک** آپ کا ایمان صداقت وسچائی، تقویٰ، ختم نبوت اور اسلامی شریعت پر ہو کہ انسان کتنی بڑی ترقی کرے، کتنی بھی تبدیلیاں رونما ہوں، کیسے ہی مسائل پیدا ہوں، پیچیدہ سے پیچیدہ تر لیکن یہ شریعت سب کا حل پیش کرتی ہے اور یہ شریعت ہر درد کا درماں ہے، یہ ایمان کا مسئلہ ہے۔ اخلاق کا۔ یہ کہ آپ کی جوانی بے داغ ہو، آپ کی آنکھوں میں حیا ہو، قلب میں خدا کا خوف ہو، آپ عفیف ہوں، پاک دامن ہوں، آپ سچے ہوں، آپ وعدے کے پکے ہوں، آپ قول وقرار کے پکے دھنی ہوں، آپ روپے پیسے کو حقیر سمجھتے ہوں، آپ سمجھتے ہوں کہ انسان کا ایک سانس لاکھوں کروڑوں روپے سے زیادہ قیمتی ہے۔ انسان کی زبان سے نکلا ہوا ایک وعدہ سلطنت کے مقابلے میں زیادہ قیمتی ہے۔ یہ کریکٹر آپ پیدا کریں۔ دیکھئے! ہندوستان کے عوام اور ساری انسانیت کا مستقبل آپ سے وابستہ ہے۔ آپ ہوں گے اس کشتی کے ملاح، اس ڈوبتی ہوئی کشتی کو پار لگانے والے آپ ہی ہوں گے۔ اگر یہ نہیں تو بھائی پھر میں قائل نہیں کسی چیز کا کہ آپ ذہانت واقفیت ڈگریوں سے اور کسی فن میں امتیاز پیدا کر لینے

سے آپ ان مشکلات کے اوپر قابو پاسکیں گے۔ جو اس وقت درپیش ہیں۔ یہاں تک کہوں گا کہ ہندوستان میں آپ کے وجود، آپ کی عزت وآبرو اور آپ کے مستقبل کی بھی کوئی گارنٹی نہیں، آپ اپنا امتیاز ثابت کریں ایمان ویقین میں، کسی کے پاس ایمان نہیں رہا۔ یورپ ایمان سے محروم ہے، مشرقی قومیں ایمان سے محروم ہیں۔ ہندوستان بڑی آن بان سے اٹھا تھا۔ گاندھی جی کی قیادت میں۔ ایسا معلوم ہوتا کہ ہندوستان دنیا کے سامنے کچھ روحانیت کی مثال پیش کرے گا اور اخلاق کا سبق دے گا اور یہ کہے گا کہ اخلاق قابل لحاظ ہیں، اس معاملے میں بڑی مایوسی ہوئی، معلوم ہوا کہ اس کے پیروؤں نے ایک دن بھی اس کی لاج نہیں رکھی اور انھوں نے کسی بداخلاقی کو روکا نہیں، ہر بداخلاقی کا دروازہ کھلا ہوا ہے، ہر طرح کی بداخلاقیاں، ہر طرح کی بے اصولیاں، حکومت کی سطح سے لے کر پبلک کی سطح تک ہو تو ہندوستان کیا دوسرے ملکوں کی رہنمائی کرے گا۔ آج ساری دنیا میں ایمان ویقین کا دیوالیہ ہو رہا ہے۔ آپ اگر ایمان ویقین پیش کریں، آپ صاحبِ یقین وصاحبِ ایمان ہیں۔ آپ اخلاقی بلندی اپنی ثابت کریں تو آپ ہی آپ ساری دنیا میں ہوں گے اور یہی تمام مسائل کا حل ہے۔ مسلم اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن انڈیا کے اس پلیٹ فارم سے جہاں چار پانچ ریاستوں کے منتخب نمائندے آئے ہوئے ہیں۔ اگر میری بات ان کا ذہن قبول کرے کہ میں ان کے سامنے سوچنے کی ایک غذا پیش کر رہا ہوں کہ آپ سنجیدگی سے غور کریں کہ راستہ کیا ہے؟ آپ کے لیے راستہ یہ ہے کہ آپ ہندوستان کے سامنے اس طرح آئیں کہ مسلمان نوجوان جس طرف سے گزر جائیں سوسائٹی احترام پر مجبور ہو کہ یہ مسلمان نوجوان جا رہا ہے یہاں کسی احتیاط کی ضرورت نہیں ہے جیسے کسی زمانہ میں پہلے تھا کہ جہاں سے مسلمان گزر جاتا تھا لوگ اپنے مقدمات پیش کرتے تھے۔ اپنی عورتوں اور بچیوں کی عصمتوں کے بارے میں ان پر اعتماد کرتے تھے۔ محلے میں ایک مسلمان رہتا تھا تو سب کو اطمینان رہتا تھا کہ یہاں ایک مسلمان ہے۔

آپ معمارِ انسانیت ہیں:

اخلاق اور ایمان ویقین کو ریل اور بس کے سفر سے لے کر زندگی کے سفر تک جس شعبہ میں آپ ہوں ہر جگہ اس کا مظاہرہ کریں۔ لوگ کہنے پر مجبور ہوں کہ آپ کوئی اور قسم کے لوگ ہیں، کسی کو جرأت نہ ہو کہ آپ کے سامنے رشوت کا نام لے سکے۔ مسلمان سے کسی آدمی کو غلط کام کرانے کی ہمت نہ ہو۔ آپ حضرات ان باتوں کو نوٹ بک میں نہیں بلکہ دل پر نوٹ کرلیں کہ ایمان، یقین، کریکٹر کا نتیجہ دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے۔

اگر یہ امتیاز نہیں ہوا تو ہم بھی اس بھیڑ میں انسانی جنگل میں گم ہو کر رہ جائیں گے اور کہیں ہمارا نام ونشان تک نہ ہوگا۔ میں جس پر یقین رکھتا ہوں۔ وہ چیز میں نے آپ کے سامنے پیش کی، یہی میرا پیغام ہے میں بہت شکر گزار ہوں ایم ایس اے کا، جس نے مجھے ان عزیز نوجوانوں سے خطاب کا موقع دیا جو اس دور میں اسلام کا نام لیتے ہیں اور مختلف مقامات سے جمع ہوئے ہیں۔ آپ شیشہ گر نہیں ہیں کہ شیشہ گری کریں آپ انسانیت کے معمار ہیں:

''معمارِ حرم باز بہ تعمیر جہاں خیز''

(مطبوعہ: ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور، ۱۲ر جنوری ۱۹۷۶ء)

کروں گا کیا جو ''تجارت'' میں ہو گیا ناکام

آفتاب اقبال

آصف زرداری اور نواز شریف کے باہمی اشتراک کا پرویز مشرف کو تو جو تھوڑا بہت نقصان ہوا سو ہوا، مگر اس نے بے چارے لوٹوں کا تو بیڑہ ہی غرق کر کے رکھ دیا ہے۔ اس مرتبہ سارے فارورڈ بلاک اور ہم خیال گروپ وغیرہ اپنی طرف سے خوب بن سنور کر حسبِ روایت ایوانِ اقتدار کے صدر دروازے تک تو جا پہنچے مگر نہ تو زرداری نے اندر آنے کو کہا اور نہ ہی نواز شریف نے۔ ہمارے خیال میں یہ سراسر زیادتی اور استحصال ہے کیوں کہ لوٹے عام طور پر پیدائشی لوٹے ہوتے ہیں۔ دھرم اور دھڑا فروخت کرنے کی عادت ان مسکینوں کے خون میں رچی بسی ہوتی ہے۔ یہ اس کے علاوہ نہ تو کوئی اور کام جانتے ہیں اور نہ ہی کر سکتے ہیں۔ یہ احباب عام طور پر انتخاب لڑتے ہی ''تجارت'' کی غرض سے ہیں۔ اپنا ووٹ بیچ کر زیادہ سے زیادہ معاوضہ حاصل کرنا ان بے چاروں کی مجبوری ہے۔

خیر، اس مرتبہ چونکہ نمبر گیم میں پڑنے کی ضرورت کسی فریق کو نہیں پڑی، چنانچہ سابق حکمران جماعت کے تمام پیشہ ور ''فارورڈ بلاکئے'' صبح شام اپنا قیمتی ووٹ ہاتھ میں تھامے نہایت متفکر لہجے میں یہی گنگناتے پائے جاتے ہیں کہ کروں گا کیا جو ''تجارت'' میں ہو گیا ناکام، مجھے تو اور کوئی کام بھی نہیں آتا۔

پنجاب کی صورت حال کچھ یوں ہے کہ دو عدد آزاد صوبائی ارکان نے الیکشن جیتتے ہی حالات کا جائزہ لیا اور پھر یہ دیکھتے ہوئے کہ پیپلز پارٹی نے پنجاب میں نواز لیگ کے مینڈیٹ کا احترام کرتے ہوئے اسے فری ہینڈ دے دیا ہے۔ میاں نواز شریف سے ملاقات کا وقت مانگا۔ دو دن بعد کا وقت دے دیا گیا۔ احتیاطاً دونوں آزاد ارکان نے للچائے ہوئے لہجے میں وزارت وغیرہ کا سرسری تذکرہ بھی کر دیا۔ ٹھیک ایک گھنٹے بعد انھیں مطلع کیا گیا کہ مصروفیت کے باعث میاں صاحب ملاقات سے قاصر ہیں۔ تاہم آپ احباب ذوالفقار کھوسہ کو شرف ملاقات بخشیں تو بہتر ہوگا۔ یہ دونوں دوست پہلے تو سخت سٹپٹائے اور پورا ہفتہ اپنے ہی من میں ڈوب کر سراغ زندگی پانے کی ناکام کوشش کرتے رہے مگر پھر چار و ناچار اٹھے اور غیر مشروط سی شکل کر بنا کر بالآخر نواز لیگ میں شامل ہو گئے۔ روایت ہے کہ انھیں آئندہ بھی کچھ ملتا نظر نہیں آتا۔

یہی حال پنجاب کے ق لیگی فارورڈ بلاک کا ہوا۔ یہ بے چارے معصوم بھی یہ جان کر کہ اب ہماری جماعت تو اقتدار میں آتی کم ہی دکھائی دیتی ہے، کیوں نہ اس بے چاری شکست خوردہ کو عین بیچ منجدھار کے چھوڑ کر آگے بڑھا جائے اور نئی منزلوں کا پتہ معلوم کیا جائے۔ لیکن ہوئی ان کم نصیبوں کے ساتھ بھی نہایت ستھری ہے۔ جب نواز لیگ نے انھیں گھاس تو کیا خیرات بھی نہیں ڈالی تو بے چارے اپنی نہایت مخولیہ سی شرائط اکابرینِ ق لیگ تک پہنچانے لگے کہ اگر فلاں فلاں فیصلوں کے بارے میں نظر ثانی ہو جائے تو ہم اپنے مؤقف میں نرمی پیدا کر سکتے ہیں۔ یا یہ کہ اگر اعلیٰ قیادت میں تبدیلی رونما ہو تو ہم واپس آسکتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ آپ کو یہ جان کر خوشگوار حیرت ہوگی کہ ان بے چاروں کو ان کی اپنی جماعت نے بھی کسی قابل نہیں سمجھا۔ چنانچہ ''پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں'' کے مصداق یہ سارے ''فارورڈ بلاکئے'' آج کل صرف اس نقطے پر ہی

غور و خوض کرتے چلے جا رہے ہیں کہ بھلا یہ کیسی بیکار قسم کی جمہوریت ہے کہ جس میں لوٹوں کی گنجائش ہی نہ ہو۔ پچھلے زمانے بھی کیا ہی اچھے ہوا کرتے تھے کہ جب ہم لوگ ایک ''سمجھدار'' پولیس افسر کی طرح دونوں جانب یعنی ملزم اور مدعی سے حسبِ توفیق پیسے پکڑ لیا کرتے تھے مگر اب تو لگتا ہے کہ یہ سب کچھ قصۂ پارینہ ہی ہو کر رہ گیا ہے۔

ان تمام مایوس دوستوں کو ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ چند روز مزید دیکھ لیں، اگر تو دونوں بڑی جماعتیں آپس میں لڑنے جھگڑنے پر آمادہ ہو جاتی ہیں تو پھر سمجھیں کہ آپ کی چاندی ہے اور اگر یہ یونہی مفاہمت جاری رکھیں تو پھر پہلی فرصت میں ہی سیاست سے کنارہ کشی کر کے پولیس میں اے ایس آئی وغیرہ بھرتی ہونے کی کوشش کریں۔ کیوں کہ آپ کا ذوقِ سلیم اور وسیع تجربہ صرف اور صرف اسی پیشے میں آپ کے کام آسکتا ہے اور کسی میں نہیں۔

اس ساری گفتگو سے یاد آیا کہ کشمالہ طارق نے بھی یہ سلسلہ بارِ دیگر شروع کر رکھا ہے۔ ریاض فتیانہ کے ساتھ آج کل آپ کی خاصی گاڑھی چھنتی ہے۔ ریاض فتیانہ کے ساتھ ہمارا پہلا تعارف اس وقت ہوا جب موصوف پنجاب میں نواز شریف کو چھوڑ کر منظور وٹو کی چھتری پر جا بیٹھے تھے۔ وٹو صاحب نے آپ کو ضرورت سے کہیں زیادہ عزت و احترام دیتے ہوئے اپنا وزیر تعلیم مقرر کیا، پھر جب حالات نے پلٹا کھایا اور منظور وٹو کے اقتدار کا سورج ستمبر ۱۹۹۵ء میں غروب ہوا تو انھیں بے یار و مددگار چھوڑ کر پھُر سے اُڑ جانے اور حامد ناصر چٹھہ کے آستانے پر ماتھا ٹیکنے والی پہلی کھیپ میں جناب فتیانہ صاحب بھی شامل تھے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وٹو صاحب کے تمام ساتھی بجز سرائے عالمگیر والے چودھری فاروق مرحوم و مغفور کے، کوئی بھی ایسا نہ تھا جو وفاداری کا ''مرتکب'' ہوتا۔ چودھری فاروق آج ہم میں نہیں ہیں مگر تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہیں گے کہ بقول بھٹو صاحب، انسان دنیا میں مر جائے مگر تاریخ میں کبھی نہ مرے، کہ یہ موت بڑی تکلیف دہ ہے۔

کشمالہ طارق ایک خوشگوار خاتون ہیں اور پانچ برس کی مشقِ سخن نے انھیں کافی کچھ سکھا بھی دیا ہے۔ مگر ایک بات محترمہ کو شاید آج تک کسی نے نہیں سمجھائی کہ خبروں میں آنا بہت آسان اور انتہائی بے معنی کام ہے۔ مگر اچھی خبروں میں آنا بہت مشکل اور بامعنی فعل ہے۔ اگر آپ ہمارے اسی مفت مشورے پر ہی عمل کر لیں تو یقین کیجیے یہ اکیلا چار وزارتوں پر بھاری ہے۔ ہم خیال گروپ کے پلے نہ تو کل کچھ تھا اور نہ ہی آج ہے۔ اس لیے ہم خیالی کے چکر میں پڑنے کے بجائے کوئی مثبت سا سیاسی کردار ادا کریں۔

جن دو عدد سیاسی اکابرین کے خلاف کشمالہ نے پوزیشن لے رکھی ہے، وہ بھی کچھ ایسے ''اولیائے کرام'' نہیں ہیں کہ جن کے خلاف بات نہیں کی جا سکتی۔ مثلاً فیصل صالح حیات کے اکھڑ اور متکبر ہونے میں کسی کو رتی بھر شک و شبہ نہیں ہونا چاہیے۔ آپ کا لہجہ درشت ضرور ہے مگر آپ کو دو چار رعایتی نمبر پیری مریدی کے بھی تو ملنے چاہئیں۔ کشمالہ کو خیال رکھنا چاہیے کہ پیر سائیں خواتین کو زیادہ سے زیادہ اتنا ہی احترام دیا کرتے ہیں۔

اور جہاں تک تعلق ہے مشاہد حسین سید کا۔ یہ تو حالات کے جبر سے سیاست دان بن گئے ورنہ اصلاً صرف اور صرف ایک اچھے اخباری ایڈیٹر ہیں۔ سیاسی میدان میں ان کے اہم ترین سنگِ میل وہ مذاکرات ہیں جو آپ نے چودھری شجاعت کے ہم رکاب نواب اکبر بگٹی اور شہدائے لال مسجد کے ساتھ کیے۔ چنانچہ اس سے پہلے کہ موصوف آپ کے ساتھ بھی ''مذاکرات'' شروع کر کے آپ سے مستقل بنیادوں پر گلوخلاصی کروا لیں، ابھی بھی وقت ہے، راہِ راست پر آجائیں اور بغاوت کا خیال ترک کر دیں۔ یقین کیجیے ہم نے یہی مشورہ نواب اکبر بگٹی مرحوم کو بھی دیا تھا مگر انھیں شاید سمجھ نہیں آئی۔

اسلامی قوانین کی حمایت پر برطانوی چرچ میں ہنگامہ

سعید احمد عباسی

چند روز قبل تک چرچ آف انگلینڈ کے سینئر اور معتبر آرچ بشپ ڈاکٹر روون ولیم اب نفرت کا نشان بن کر سامنے آئے ہیں۔ان پر چرچ آف انگلینڈ کے دیگر لیڈروں کی طرف سے تنقید تو ہو رہی ہے مگر امریکہ اور دوسرے ممالک کے چرچ رہنما بھی انھیں ناکارہ اور رہنمائی کے لیے نامناسب قرار دے کر مستعفی ہونے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔آرچ بشپ ڈاکٹر روون نے صرف اتنا کہا تھا کہ اگر اسلام میں کچھ اچھی چیزیں ہیں اور لوگ ان پر عمل کرتے ہیں تو انھیں قانون کا حصہ بنانے میں کیا حرج ہے۔اسلام میں شادی بیاہ اور وراثت کے معاملات زیادہ اچھے ہیں اور برطانوی مسلمان اس پر عمل بھی کرتے ہیں تو پھر اسے قانون کا درجہ دینے میں کیا حرج ہے۔اس سے معاشرے کو زیادہ مربوط کیا جاسکے گا۔ڈاکٹر روون نے یہ انٹرویو بی بی سی کو دیا تھا اور انٹرویو لینے والے رپورٹر نے اسی وقت ہی آرچ بشپ سے یہ کہہ دیا تھا کہ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ چرچ آف انگلینڈ کا ایک لیڈر اسلامی قوانین کو برطانیہ میں لاگو کرنے کی بات کر رہا ہے؟ آپ کا یہ بیان طوفان کھڑا کر دے گا۔اس کے جواب میں ڈاکٹر روون نے بڑے اطمینان سے کہا ''مجھے پتا ہے'' اور اب جب کہ انٹرویو نشر ہو چکا، ہر طرف سے وہ تنقید کی زد میں ہیں۔ چند روز بعد انھیں چرچ کی ایک میٹنگ میں پیش ہونا ہے۔ یہاں ان سے اسی موضوع پر پوچھ گچھ کی جائے گی کہ آخر انھوں نے کیا سوچ کر اسلام کی وکالت کی ہے۔ برطانیہ اور امریکہ کے چرچ رہنماؤں کا کہنا ہے کہ ڈاکٹر ولیم جو بات کہہ رہے ہیں وہ برطانیہ میں بڑے طوفان کا پیش خیمہ ہے۔

ڈاکٹر ولیم ڈیوس بری کے آرچ بشپ ہیں۔انھوں نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری آکسفورڈ سے لی۔ وہ ہمیشہ سے نہایت معتدل انداز کی وجہ سے مشہور رہے ہیں۔انھوں نے ایٹمی ہتھیاروں کے خلاف امریکہ میں مظاہروں میں شرکت کی اور بین المذاہب رواداری پر بھی زور دیتے رہے ہیں۔ان کی حیثیت کبھی متنازعہ نہیں رہی بلکہ وہ سوشل ایشوز پر بات کرنے کی وجہ سے ہر حلقے میں اچھی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔شریعت کورٹس کا بیان انھوں نے بی بی سی کے ایک انٹرویو میں دیا تھا۔اس کا پس منظر یہ تھا کہ برطانوی مسلمان اپنے مذہبی معاملات کے لیے اسلامی قوانین کا سہارا لیتے ہیں۔مثلاً شادی کے لیے وہ نکاح کرتے ہیں، جس کی گنجائش برطانوی قانون میں نہیں ہے۔اس وجہ سے مسلمانوں کے لیے یہ کافی مشکل ہو جاتا ہے۔وہ پہلے اسلامی طریقے سے نکاح کرتے ہیں پھر برطانوی قانون کے مطابق بھی رجسٹرڈ ہوتے ہیں۔ وراثت کے معاملات میں بھی وہ اکثر شریعت کے مطابق عمل کرتے ہیں اور اس کے لیے اسلامی سکالرز اور امام سے رجوع کرتے ہیں۔آپس کے چھوٹے جھگڑوں اور گھریلو مسائل کے لیے بھی وہ اسلامک سینٹرز کا رخ کرتے ہیں۔ جب کہ صومالیہ سے تعلق رکھنے والے مسلمان تو قتل جیسے

معاملات میں بھی اسلامی قوانین کا سہارا لیتے ہیں۔ ڈاکٹر ولیم نے اسی تناظر میں کہا تھا کہ جب برطانوی معاشرے میں ایک اکائی اپنے بعض معاملات کو مذہب کے مطابق حل کرنا چاہتے ہیں اور یہ حل قابل قبول بھی ہیں۔ یعنی ان میں ایسا کوئی بھی پہلو نہیں ہے جو مغرب کے معیار کے مطابق انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہو پھر اس عمل کو قانونی شکل دینے میں کیا حرج ہے۔

برطانیہ میں اسلامی عدالتوں پر بحث ۲۰۰۸ء میں شروع ہوئی تھی جب بعض برطانوی اخباروں میں یہ اسٹوریاں چھپیں کہ کچھ علاقوں میں اسلامی سکالرز برطانوی قوانین کے متوازی اپنی عدالتیں لگائے بیٹھے ہیں اور حکام بھی ان سے صرفِ نظر کر رہے ہیں۔ بعد میں یہ کہانیاں بھی دم توڑ گئیں۔ کیوں کہ جس کو عدالت قرار دیا جا رہا تھا وہ محض مشاورتی کونسل تھی جو فریقین کو پوچھنے پر صرف یہ معلومات فراہم کرتی تھیں کہ اسلامی شریعت کے مطابق یہ معاملہ اس طرح حل ہو سکتا ہے۔ فریقین اپنی مرضی سے اسے قبول کر لیتے تھے اور مروجہ عدالتوں میں جانے سے گریز کرتے۔ اس معاملے کو مزید بہتر انداز میں اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ جس کو اسلامی عدالتیں قرار دیا جا رہا تھا، وہ دارالافتاء تھا جو شادی، طلاق اور وراثت جیسے معاملات میں فتویٰ دینا۔

برطانیہ کے روزنامہ ''ایکسپریس'' نے ایک رپورٹ میں لکھا تھا کہ برطانوی قصبے سویل میں اسلامی امام شیخ یعقوب نے اسلامی عدالت قائم کر رکھی ہے جو اسلامک مرکز کے ہی ایک کمرے میں واقع ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ اسلامی عدالت کا مقصد برطانوی قانون کی جگہ اسلامی قانون کا نفاذ ہے۔ اخبار کے مطابق جس جگہ مدرسہ قائم کیا گیا ہے وہاں پہلے شراب خانہ تھا بعد ازاں اس جگہ پر مدرسہ قائم کر دیا گیا اور یہاں پر چلنے والے مقدمات ہر ہفتے سماعت کے لیے آتے ہیں۔ جب کہ ہر روز کم از کم دس مقدمات کی سماعت ہوتی ہے۔ چار ایسے اسلامی علماء جو اپنی پوری زندگی اسلامی قوانین اور قرآنی علوم کے حصول میں صرف کر چکے ہیں، وہ مقدمات کی سماعت کرتے ہیں۔ اخبار نے لکھا کہ جس ذریعے نے اسے یہ بات بتائی تھی کہ کس جگہ پر اسلامی عدالت کام کر رہی ہے، اسی نے یہ بھی بتایا کہ اسلامی عدالت کو چلانے والے سخت گیر مسلمان ہیں اور وہ برطانیہ اسی لیے آئے ہیں تاکہ اُسے ایک اسلامی ملک بنا سکیں۔ اخبار نے یہ نہیں بتایا کہ وہ ذریعہ کیا ہے جس نے اسے یہ اطلاعات فراہم کیں۔ البتہ اخبار نے یہ لکھا کہ مدرسے کو چلانے والے شیخ یعقوب، مسلم خواتین کو پردہ کرنے اور بچوں کو اسلامی تعلیم حاصل کرنے پر زور دیتے رہتے ہیں۔

اخبار کی رپورٹ پر اسلامی کونسل نے شدید ردّعمل ظاہر کیا۔ کونسل کے ترجمان عنایت بنگلہ والہ نے اخبار کے نام ایک خط لکھ کر کہا کہ مذکورہ مضمون شرمناک ہے اور جس عدالت کا ذکر کیا گیا ہے وہ کمیونٹی کی سطح پر طلاق اور شادی جیسے سول معاملات میں مشاورت کا کردار ادا کرتی ہے۔ اسے برطانوی عدالتوں کے مترادف یا ان کے خلاف قرار دینا درست نہیں۔ بنگلہ والہ نے مزید کہا کہ برطانیہ بھر میں ایسی مشاورتی کونسلیں کام کر رہی ہیں اور سرکاری سطح پر ان کا علم ہے۔ یہ کوئی خفیہ کام یا ایجنڈا نہیں بلکہ مسلمانوں کا سول معاملات میں اپنے مذہب کے مطابق عمل ہے، جس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جانا چاہیے۔ کیوں کہ یہ برطانوی قانون کے خلاف نہیں ہے اور اسلامی مشاورتی کونسل مجرمانہ معاملات میں کوئی دخل نہیں دیتی۔

ڈیوس بری کے مطابق کونسلر امتیاز امین جو خود بھی مسلمان ہیں، انھوں نے اپنے علاقے سمیت برطانیہ بھر میں اسلامی

عدالتوں کے بارے میں بتایا کہ یہ وجود تو رکھتی ہیں مگر قانون کے خلاف نہیں۔ کیوں کہ ان میں صرف طلاق اور شادی بیاہ جیسے معاملات حل کیے جاتے ہیں۔ مثلاً اگر ایک مسلمان عورت طلاق لینا چاہتی ہے تو وہ کیا کرے گی؟ برطانوی قانون میں اس کے لیے کوئی حل نہیں ہے، اسے اسلامی قانون کے مطابق طلاق چاہیے ہوگی تاکہ وہ دوسری جگہ نکاح کرسکے، مگر برطانوی قانون اسے طلاق دلوا کر بھی اس کے مذہب کے مطابق طلاق نہیں دلوا سکتا اور نہ ہی وہ اس طرح دوسری جگہ شادی کرسکتی ہے۔ ایسے میں اسلامی عدالتوں کی ضرورت خود بخود پیدا ہوتی ہے مگر اسے برطانوی قانون کے لیے خطرہ یا اس کے متوازی قرار نہیں دینا چاہیے۔

اخبار کی اسٹوری نے برطانیہ بھر میں یہ خطرہ پیدا کر دیا تھا کہ برطانوی مسلمان ایسی عدالتیں قائم کر چکے ہیں جو ہاتھ کاٹنے اور سنگسار کرنے کے احکامات جاری کرتی ہیں اور بہت جلد ہی برطانیہ بھر میں ان کا اطلاق ہو جائے گا۔ جب کہ برطانوی مسلم کونسل نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ برطانوی قانون کے متوازی اسلامی عدالتیں نہیں بنا رہے نہ ہی ایسا کوئی پروگرام ہے۔ البتہ سول معاملات میں اسلامی شریعت کی مدد لی جاتی ہے۔ کیوں کہ ایسا کرنا مذہب کے حوالے سے ضروری ہے۔ اس پر برطانوی قانون کو کوئی اعتراض بھی نہیں ہے کیوں کہ برطانوی قانون کے مطابق بھی کاغذی کارروائی مکمل کی جاتی ہے۔

اس اسٹوری کے تناظر میں بی بی سی کے ریڈیو فور نے ڈاکٹر ولیم سے ایک انٹرویو کیا۔ انٹرویو کرنے والے نے یہی پوچھا کہ کیا مسلمانوں کو یہ سب کرنا چاہیے؟ ڈاکٹر ولیم کا جواب یہ تھا کہ اگر ہم اسلامی قوانین کے ان حصوں پر تنقید کرتے ہیں، جن میں ہاتھ کاٹنے اور سر قلم کرنے کی سزائیں دی گئی ہیں تو پھر ایسے حصوں کا ذکر کیوں نہیں کرتے جو یورپی معیار کے مطابق بہترین ہیں اور انسانی حقوق کے عین مطابق ہیں۔ جو لوگ مذہب پر یقین رکھتے ہیں اور جس حصے پر عمل کرنا چاہتے ہیں وہ قابل اعتراض بھی نہیں ہے، انھیں اس سے روکنے کے بجائے اسے قانون کا حصہ بنانا چاہیے۔ اس سوال کے جواب میں کہ کیا مسلمانوں کو بھی شریعت پر عمل کی آزادی ہونی چاہیے اور اسلامی قوانین کو برطانوی قوانین کا حصہ بنا دینا چاہیے۔ آرچ بشپ نے کہا کہ اس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ دونوں قوانین ہونے چاہئیں اور مسلمانوں کو اختیار ہونا چاہیے کہ وہ کیا اختیار کرتے ہیں۔ بعض مالی معاملات اور شادی وطلاق کے معاملات میں برطانوی قوانین ان کی ضرورت پوری نہیں کرتے۔ ایک بار میں دوبارہ بتادوں کہ مجھے اسلامی قوانین کے بارے میں زیادہ علم نہیں ہے مگر جس طرح اسلامی سکالر بتاتے ہیں، اس طرح سے عمل کیا جاسکتا ہے۔ ہمیں صرف سعودی عرب اور دیگر ایسے اسلامی خطوں کو مدنظر نہیں رکھنا چاہیے جہاں ہاتھ کاٹنے کی خبریں ہم پڑھتے ہیں۔ اسلامی قوانین اس کے سوا بھی ہیں۔ یہ تمام معاملات بیٹھ کر مکالمے کے ذریعے طے کیے جاسکتے ہیں۔

ڈاکٹر ولیم کے اس انٹرویو نے جہاں مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑائی، دوسری طرف چرچ آف انگلینڈ میں ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا، جب کہ امریکہ کے اینگلیکن آرچ بشپ نے ان پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ وہ اب قیادت کے قابل نہیں رہے ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر ولیم سے قبل آرچ بشپ رہنے والے لارڈ کیری نے بھی ان سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ ان کے بیان سے ایک طوفان پیدا ہو جائے گا۔ وہ کس طرح سے برطانیہ میں شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ خود ڈاکٹر روون کا کہنا ہے کہ انھیں اس طرح کے رویے پر شاک ہوا ہے۔ (مطبوعہ: روزنامہ ''امت'' کراچی، ۱۲ر فروری ۲۰۰۸ء)

پاکستان میں علمی دنیا کے مسائل

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی
جامعہ عربیہ چنیوٹ

قرآن وحدیث میں علم کے فضائل ومناقب بکثرت بیان کیے گئے ہیں اور حصولِ علم پر خاصا زور دیا گیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ بعض نصوص میں اشارۃً اور بعض میں صراحتاً علم کی اہمیت اور اس کے آداب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں علم سے دنیوی، معاشی، معاشرتی اور سائنسی علوم مراد لیے گئے ہیں اور ان علوم کی دینی عقائد، اخلاقیات وآداب سے موافقت وعدم موافقت سے صرفِ نظر کی جارہی ہے۔ بقول شخصے آج کل والدین یہ تو دیکھتے ہیں کہ ہمارے لڑکے لڑکی نے بی اے، ایم اے کرلیا ہے۔ یہ نہیں دیکھتے کہ اس نے انسانیت بھی سیکھی ہے یا نہیں۔

علم اور چیز ہے آدمیت ہے اور چیز
طوطے کو لاکھ پڑھایا مگر وہ حیواں ہی رہا

دنیوی علوم کو دینی عقائد وروایات سے بے تعلق سمجھنا اور ویسا ہی عملاً سلوک کرنا ایک مسلمان ہونے کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ کلمہ طیبہ ہر مسلمان کے لیے ایک حلف وفاداری کی حیثیت رکھتا ہے اور دنیوی علوم کے اسلامی احکام سے تصادم اور عدم تصادم کو ملحوظ خاطر نہ رکھنا اس حلف وفاداری کے خلاف ہے۔

اس مختصر مضمون میں دینی ودنیوی علوم کے طلباء وعلماء کو درپیش اہم مسائل کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ کاش کہ بہی خواہانِ ملت ان مسائل کے حل کی طرف توجہ دے سکیں۔

دینی علوم کے متعلقہ مسائل

(۱) درسِ نظامی کی مشکلات:

درسِ نظامی جو کہ صدیوں پرانا نظام ہے، اسے عملاً ایک نص کی سی حیثیت حاصل ہے جو کہ ناقابل تغیر وتبدل ہے۔ آسان اور عام فہم کتب کی بجائے ہر فن کی مغلق ومشکل کتابیں داخل نصاب ہیں۔ اربابِ مدارس کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ سب علوم ہم قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لیے پڑھاتے ہیں لیکن قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لیے کتنا وقت دیا جاتا ہے؟ کس طرز پر پڑھایا جاتا ہے؟ کیا ان معاون علوم کی بھرمار سے قرآن وحدیث کا مکمل فہم حاصل ہوجاتا ہے؟ آٹھ سال عربی پڑھنے سے کیا عربی بول چال پر قدرت حاصل ہوجاتی ہے؟ ان سوالات کے جوابات ایک مستقل مقالہ کا تقاضا کرتے ہیں۔

(۲) مطلوبہ نتائج کا حاصل نہ ہونا:

یہ درست ہے کہ دینی مدارس برصغیر کو اندلس بننے سے روکنے میں مؤثر کردار ادا کر رہے ہیں اور مدارس کے بدخواہوں کو مدارس کے وجود سے اصل تکلیف ہی یہی ہے کہ مدارس ان کی مزعومہ روشن خیالی کے پھیلاؤ میں اہم رکاوٹ ہیں۔ مدارس کی برکت سے لوگوں کا دین کی طرف خاصا رجان ہے۔ کوئی مسجد غیر آباد نہیں ہے۔

مدارس کی ان خوبیوں کے باوجود بعض حوالوں سے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہوسکے۔ مثلاً خدمتِ خلق کا کام دینی مدارس میں بہت زیادہ محدود ہے اور یہ شعبہ ہم نے گلوکاروں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا ہے۔ صرف کراچی کے چند مدارس مختلف ٹرسٹ بنا کر رفاہِ عامہ کے کام کر رہے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ عیسائی، قادیانی اور بہائی رفاہِ عامہ کی آڑ میں مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور روز بروز ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ مدارس کی ایک بڑی ناکامی ہے۔

مدارس کا ایک افسوسناک پہلو یہ ہے کہ دنیوی تعلیم یافتہ حضرات کی طرح علماء کرام بھی بے روزگاری کا شکار ہو رہے ہیں۔ جتنی بڑی تعداد میں علماء تیار ہو رہے ہیں، اتنی ان کی کھپت نہیں ہے۔

(۳) معیاری لائبریریوں کی کمی:

دینی مدارس میں معیاری کتب خانوں کی کمی ہے۔ احقر بعض بڑے مدارس کے کتب خانوں میں بڑے شوق سے گیا لیکن گھوم پھر کر بہت مایوسی ہوئی۔ فی ذاتہٖ اچھے کتب خانے تھے لیکن تحقیق کے تقاضے پورے نہ کر سکتے تھے۔ کسی ایک شعبہ میں بھی مآخذ ومراجع مکمل طور پر موجود نہ تھے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اتفاقاً جو کتابیں جمع ہوجائیں، ہوجائیں، مطلوبہ کتابوں کی فہرستیں بنا کر کتابیں جمع نہیں کی جاتیں۔ ممکن ہے کہ بعض مدارس کو وسائل نہ ہونے کا عذر بھی ہو لیکن اس عذر سے زیادہ اہم وجہ تحقیق کا اعلیٰ ذوق نہ ہونا ہے۔

(۴) محققین کے مسائل:

اگر کوئی دیوانہ تحقیق کے میدان میں آنکلتا ہے تو اسے بے یار ومددگار ہونے کا فوراً احساس ہوتا ہے۔ مآخذ تک رسائی جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ ایک بڑے جامعہ میں احقر جا پہنچا۔ مہتمم صاحب جو کہ نہ جانے کن کن القاب سے متصف ہیں۔ فرمانے لگے کہ آپ کتب خانہ میں جا کر کتابوں کے نام لکھیں اور ہمیں دیں، ہماری مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوگا۔ اس میں فیصلہ کیا جائے گا کہ آپ استفادہ کر سکتے ہیں یا نہیں۔ احقر نے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے وہاں سے بھاگنے ہی میں عافیت جانی۔ اگر کوئی محقق تحقیق کے ہفت اقلیم طے کر بھی لے تو اسے اشاعتی اداروں کے منتظمین کا سامنا کرنے کے لیے کوئی اعصابی ٹانک استعمال کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

اشاعتی اداروں کا واحد معیار مصنف کا شہرت یافتہ ہونا ہے۔ جو شخص غیر معروف ہو اس کی کتابیں شائع کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر کوئی محقق سفارش یا منت سماجت کی بنیاد پر کوئی کتاب چھپوا لیتا ہے تو اسے رائلٹی کے طور پر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ بڑی سادگی اور صفائی سے کہہ دیا جاتا ہے کہ ''صاحب! ہمارے ہاں رائلٹی کا کوئی تصور نہیں ہے۔ ہم آپ کو

ہدیہ کے طور پر پندرہ بیس کتابیں دے دیں گے۔''

یوں ایک غریب شخص جس نے ہزار ہا روپیہ صرف کر کے اور بعض صورتوں میں قرض اٹھا کر کوئی کتاب لکھی ہے۔ وہ بدستور مفلوک الحال رہتا ہے اور پبلشر امیر سے امیر تر ہو جاتا ہے وہی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے جو احمد ندیم قاسمی نے بیان کی ہے:

شعر　مر　گیا　فاقوں　سے
شعر　اہل　ہنر　کے　کام　آیا

اگر کوئی شخص بہ دِقت تمام اپنی کتاب خود چھاپتا ہے اور فروخت کے لیے کسی کتب خانہ کو دیتا ہے تو کتابوں کی قیمت وصول کرنا بجائے خود ایک اہم پریشانی ہے۔ کتاب چاہے فروخت ہو بھی جائے دکاندار دو چار کتابیں سامنے شیلف میں رکھی ہوئی دکھا دیتا ہے کہ آپ کی کتاب فروخت نہیں ہوسکی۔ مصنف کو ناشر سے یہ شکایت بھی رہتی ہے کہ اکثر ناشرانِ کتب کے ہاں کتاب پر طبع اوّل، دوم اور قیمت لکھنے کا دستور نہیں ہے۔ وہ جو بھی دعویٰ کریں مصنف اس کو جھٹلا نہیں سکتا۔

(۵) ناشروں کے مسائل:

پاکستان میں ناشر بھی بعض سنگین مسائل سے دوچار ہیں۔ مثلاً:

(الف)　کاغذ اور طباعت کے دیگر ذرائع روز بروز مہنگے ہوتے جا رہے ہیں۔

(ب)　کتاب خواں طبقہ محدود سے محدود تر ہوتا جا رہا ہے۔

(ج)　حکومت کا اندھا قانون بھی پریشان کرتا ہے۔ مثلاً، پاکستان میں قادیانیوں کی آئینی حیثیت سب کو معلوم ہے لیکن بایں ہمہ بعض اوقات قادیانی عقائد پر کتابیں چھاپنے پر بھی پولیس گلے پڑ جاتی ہے۔

(د)　حکومتی افسران کی مرضی ہے جس کتاب کو چاہیں اس پر فرقہ واریت اور مصنف و ناشر پر دہشت گردی کا الزام لگا دیں۔ المیہ یہ ہے کہ یہ الزام کسی ثبوت اور تحقیق کے بغیر ہی لگا دیئے جاتے ہیں اور بری ہوتے ہوتے بھی دو چار ماہ جیل بھگتنا پڑتی ہے۔

(۶) جعلی ایڈیشنوں کی فروخت:

بعض ناشروں سے ایک اہم شکایت یہ بھی ہے کہ وہ مصنف و ناشر کی اجازت کے بغیر ہاتھوں ہاتھ بکنے والی کتابوں کے جعلی ایڈیشن تیار کر کے مصنف اور اصل ناشر کو معاشی طور پر نقصان پہنچاتے ہیں اور خود لاکھوں روپے کما لیتے ہیں۔

(۷) اساتذہ پر بے انتہا کاموں کا ہجوم:

دینی مدارس کے اساتذہ ایک قابل رحم طبقہ ہے۔ جسے اچھی تنخواہ دینے کی بجائے مہتمم کہہ دیتا ہے کہ روزی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ خلوص سے کام کرتے چلے جائیں...... اساتذہ کرام کم تنخواہوں کے ساتھ چھ چھ، سات سات اسباق بھی پڑھاتے ہیں اور دارالاقامہ، مطالعہ تکرار، مطبخ وغیرہ کی نظامتیں اس پر مستزاد...... بے چارے احتجاج نہیں کرتے۔ اس لیے کہ اگر احتجاج کریں گے تو فوراً ان پر عدم خلوص کا قوی شبہ ظاہر کیا جائے گا۔ ان حالات میں اساتذہ نے غیر نصابی مطالعہ و تحقیق کیا کرنا ہے۔

(۸) تحقیقی ذوق کی کمی:

تحقیقی ذوق کا فقدان اب عام ہوتا جارہا ہے۔ مدرسین کا ذوقِ مطالعہ، درسی کتب اور ان کی شروحات تک محدود رہتا ہے۔ بہت کم مدرسین غیر نصابی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ احقر ایک بڑے مدرسہ میں آٹھ دس سال ناظم کتب خانہ رہا ہے اور اس ذوق کی کمی کا چشم دید گواہ ہے۔ وہ اساتذہ جو سابقہ سطور میں لکھی گئی مشکلات سے دوچار نہیں ہیں، ان کا بھی یہی حال ہے۔ اساتذہ کا ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ مہتمم مدرسہ اپنے ذوق کے خلاف اساتذہ کا ذوق پسند نہیں کرتا۔

(۹) کتابوں کی ناقص طباعت:

دینی کتابوں کے ناشر حضرات کا ایک المیہ یہ ہے کہ وہ مطبع مجتبائی اور نول کشور لکھنؤ وغیرہ کی شائع کردہ کتابوں کا عکس شائع کرتے ہیں، نئی کمپوزنگ نہیں کراتے۔ متن کے دائیں بائیں اوپر نیچے حواشی ایک دور میں رائج اور وقت کی ضرورت تھے۔ آج وہ دور نہیں رہا لیکن ہمارے ناشر حضرات اسی ڈگر پہ چلتے آرہے ہیں۔ نہ جانے دورِ حاضر کے تقاضوں سے بے خبر ہیں یا کم پیسہ لگا کر زیادہ کمانے کی فکر غالب ہے۔ مکتبہ امدادیہ ملتان اور بعض دیگر ادارے عمدہ طباعت کے اچھے نمونے قائم کررہے ہیں۔ دیگر اداروں کو بھی ان کی پیروی کرنی چاہیے۔

(۱۰) غیر معیاری کتابوں کی کثرت:

یہ امر افسوسناک ہے کہ بعض افراد بکثرت غیر معیاری کتابیں لکھ رہے ہیں۔ اس طرز کی کتابیں کہ مروجہ اصطلاح کے مطابق ان افراد کو ”قینچی مار مصنف“ کہا جاسکتا ہے۔ ایسے افراد کو معلوم نہیں کہ علمی دنیا میں کسی بھی شخص کا وقار کتابوں کی تعداد سے نہیں معیار سے بڑھتا ہے اور ایسے ناشروں کے پیش نظر تو صرف کاروبار ہے، معیار سے انھیں غرض نہیں۔ المیہ یہ ہے کہ علم وادب کے قاری کو معیاری کتابوں کے انتخاب میں خاصی دِقت پیش آرہی ہے اور اس دِقت کا ازالہ ممکن نہیں رہا۔ کتابوں کی تعداد بڑھانے والے مصنفین کی خدمت میں عرض ہے کہ ایک ہی معیاری کتاب مصنف کو شہرت عطا کردیتی ہے جیسے مخزن اخلاق کے مصنف محض اس کتاب سے پہچانے گئے۔ خوشی محمد ناظر صرف ایک نظم ”جوگی“ کی وجہ سے متعارف ہوئے۔ تصنیف برائے تصنیف کے ذریعے عوام الناس سے تو داد حاصل کی جاسکتی ہے، علماء و محققین سے نہیں۔

عصری تعلیم کے مسائل

گزشتہ سطور میں دینی علوم کے حوالے سے جو مسائل بیان کیے گئے ہیں، ان میں اکثر مسائل عصری علوم کے حاملین کو بھی درپیش ہیں۔ کچھ مسائل جو صرف عصری تعلیم کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ان میں سے صرف چند عمومی مسائل کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ عصری علوم میں سے ہر ایک شعبہ کے جداگانہ مسائل بھی ہیں لیکن ان کا ذکر کرنا کم از کم میرے لیے ممکن نہیں ہے۔

(۱) نصابِ تعلیم کی خامی:

لارڈ میکالے کا دیا ہوا موجودہ نصابِ تعلیم صرف کلرک پیدا کررہا ہے۔ اس نصاب کا کوئی مقصد و منزل نہیں ہے۔ بقول اکبر الٰہ آبادی پیدا ہوئے، بی اے کیا، نوکر ہوئے، پنشن ملی اور مرگئے۔ یہ ہماری تعلیم و تربیت کا خلاصہ ہے۔

(۲) ہنرمند افراد کی حوصلہ شکنی:

بد قسمتی سے جو افراد اعلیٰ تعلیم حاصل کر لیتے ہیں۔ ان کے لیے نوکری کا حاصل کرنا بہت مشکل بنا دیا گیا ہے۔ ایسے واقعات بھی رونما ہوئے کہ ایم اے پاس کرنے والوں نے چپڑاسی کی سیٹ حاصل کرنے کے لیے درخواست دی۔ ایم اے، ایم بی اے کرنے والوں نے نوکری سے مایوس ہو کر اپنی ڈگریاں نذر آتش کر دیں۔ سائنس کے طلباء نے کئی مفید عام ایجادات کیں لیکن سرکاری سطح پر ان کی کبھی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی بلکہ بعض طلباء کے منظر عام سے ہٹا دیئے جانے کی افواہیں سنی گئیں۔ واللہ اعلم بالصواب

(۳) بے روزگاری:

ہر آنے والی حکومت کے بلند بانگ دعووں کے باوجود بے روزگاری کی شرح بڑھ رہی ہے۔ جس کا بخوبی اندازہ روزانہ صبح کے وقت سڑکوں کے کنارے کھڑے ہجوم سے کیا جا سکتا ہے۔

(۴) تحقیقی ذوق کا فقدان:

عصری تعلیم حاصل کرنے والے اکثر حضرات کا مقصد علم نہیں بلکہ سند حاصل کرنا ہوتا ہے اور سند حاصل کرنے کے لیے وہ نقل لگانے، رشوت دینے، سفارش کرانے کے تمام ذرائع استعمال کرتے ہیں اور تحقیقی مقالہ جات لکھتے ہوئے دوسروں کی تحقیقات کو اپنے نام منسوب کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔ احقر نے ایم اے کا ایک منظور شدہ مقالہ دیکھا جس میں مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ کی کتاب ''عیسائیت کیا ہے'' کا حوالہ دیئے بغیر لفظ بلفظ نقل کی گئی تھی۔

(۵) غیر اخلاقی روایات کی تعلیم:

سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں چند سالوں سے فن فیئر اور دیگر عنوانات سے غیر شرعی اور غیر اخلاقی روایات کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ جس کے نتیجہ میں نئی نسل فلموں میں کام کرنے والے مردوں اور عورتوں کو قومی ہیرو تصور کر رہی ہے۔ اصل ہیرو اُسے بھول گئے ہیں۔ گناہ کے کاموں کے متعلق گناہ ہونے کا تصور ذہنوں سے نکلتا جا رہا ہے۔ نئی نسل کے والدین اپنی اولادوں کا دینی و اخلاقی بگاڑ دیکھ کر خاموش ہیں۔ روک ٹوک نہیں کرتے بلکہ بعض تو اس بگاڑ کی قولاً وعملاً حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ یہی نسل کل کو قوم اور ملک کی باگ ڈور سنبھالے گی تو کیا نتائج برآمد ہوں گے، اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے۔

(۶) غیر معیاری تعلیمی اداروں کی کثرت:

پہلے تو لوگ سرکاری اداروں میں تعلیمی معیار گرنے کا رونا روتے ہیں۔ اب رہی سہی کسر پرائیویٹ سطح پر قائم کیے گئے، نجی تعلیمی اداروں نے نکال دی ہے۔ لوگوں نے تعلیم کو کاروبار میں بدل دیا ہے۔

....

احقر نے زیر نظر مضمون میں دینی و دنیوی علوم کے حوالے سے مختصر اور جامع گفتگو کی کوشش کی ہے اور تفصیل کے لیے تو کئی دفتر درکار ہیں۔ دینی و دنیوی دونوں شعبوں میں اصلاحات اور مذکورہ مسائل کے حل کرنے کی فوری ضرورت ہے۔

اسلام کی آفاقیت وابدیت

حافظ محمد سلیمان یمنی

گزشتہ دنوں امریکی صدارتی امیدوار سینیٹر جان مک کین نے اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی ہے جو اس کی ذہنی پسماندگی اور کج روی کا نمونہ ہے۔ خبر ملاحظہ کریں:

واشنگٹن (آن لائن) امریکی ریپبلکن صدارتی امیدوار سینیٹر جان مک کین کے اہم اتحادی اور روحانی مشیر ''روڈ پارسلے'' نے اسلام کے خلاف کینہ پروری کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے ہرزہ سرائی کی ہے کہ اسلام ایک غلط مذہب ہے۔ اس کو تباہ کر دیا جائے۔ امریکی خبر رساں ادارے کے مطابق سینیٹر'' جان مک کین'' نے'' روڈ پارسلے'' کی بڑی تعریف کی ہے۔'' روڈ پارسلے'' ریاست'' اوہایو'' کے ایک بڑے چرچ کے پادری بھی ہیں نے عیسائیوں سے کہا کہ وہ اسلام کو تباہ کرنے کے لیے اس کے خلاف جنگ کریں۔'' پارسلے'' نے ریپبلکن صدارتی امیدوار کے ساتھ ریاست '' اوہایو'' میں انتخابی مہم چلائی ہے۔ کوڑھ مغز پادری مذہب کے نام پر کئی کتابیں بھی لکھ رہا ہے۔'' پارسلے'' نے اپنی کتاب (The 2005 silent no mor) کے چیپٹر ٹائٹل اسلام میں'' اللہ کی دھوکہ بازی میں'' خبردار کیا ہے کہ یہ اسلام اور عیسائی تہذیب کے درمیان جنگ ہے۔ اس نے اسلام کو عیسائی مخالف مذہب بھی قرار دیا اور امریکہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اسلام کے خاتمے کے لیے نئی کروسیڈ جنگ شروع کرے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب میں فرمایا ہے: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَام

(اللہ کے ہاں بہترین دین اسلام ہے) باقی تمام ادیان میں تحریف ہوتی رہی ہے لیکن اسلام میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی کیونکہ دین اسلام ایک آفاقی مذہب ہے اس نے قیامت کی صبح تک قائم ودائم رہنا ہے۔ دشمنانِ اسلام خود تو مٹ گئے لیکن اسلام کو نہ مٹا سکے اور نہ وہ کبھی ایسا کر سکتے ہیں۔

نبی آخر الزماں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسان کے لیے قیامت تک رحمت اللعالمین اور خاتم النبیین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اللہ پاک نے قران میں ارشاد فرمایا ہے کہ'' یہود ونصاریٰ تمہارے دوست نہیں ہو سکتے۔ جو شخص ان کا دوست ہوگا وہ انہیں میں سے ہوگا۔ ہمیں اسی تناظر میں اپنا ماضی، حال دیکھنا ہوگا اور مستقبل سنوارنا ہوگا۔ پاکستان

اس لیے بنایا گیا کہ یہاں اسلام کا بول بالا ہو گا لیکن صد افسوس ہم نے یہود ونصاریٰ کی پیروی میں اپنی پہچان اور اپنے تشخص کو بھلا دیا ہے۔ ہم کبھی تو یہود ونصاریٰ کو خوش کرنے اور بے حیائی کو فروغ دینے کے لیے ویلنٹائن ڈے مناتے ہیں تو کبھی اپنے ہی معصوموں کا خون بسنت جیسی خونی رسم کے ذریعے بہاتے ہیں۔ کبھی ہمیں بین المذاہب مکالمے اور ہم آہنگی کا دورہ پڑتا ہے۔

اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ عبداللہ ابن سبا اور اس کی ذریت ابتداء ہی سے اسلام اور ملتِ اسلامیہ کو پارہ پارہ کرنے کے درپے ہیں۔ یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جان سے مارنے کی کوشش کی، لیکن وہ اپنی اس قبیح سازش میں کامیاب نہ ہوسکے۔ اور ایک ہم ہیں کہ تحفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے یہودیانہ مصنوعات کو بڑے فخر اور اعزاز کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے حکمرانوں کی بے حمیتی اور دین سے دوری کا یہ عالم ہے کہ ہم توہینِ رسالت کے مرتکب ڈنمارک سے سفارتی تعلقات منقطع کرنا اپنے لیے موت سمجھتے ہیں۔ یہود ونصاریٰ نے مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ مثلاً توہینِ قرآن، توہینِ رسالت، توہینِ صحابہ، جہاد کو دہشت گردی قرار دینا، اسلامی شعائر کی تضحیک و استہزاء وغیرہ جیسے قبیح اقدامات کے ذریعے مسلمانوں کی ایمانی غیرت وحمیت کو للکارتے رہتے ہیں۔

یہود و نصاریٰ یہ جان لیں کہ اسلام نے غالب رہنا ہے۔ ابرہہ اپنے لاؤ لشکر سمیت خانہ کعبہ کو گرانے آیا تھا تو اس نے جناب سیدنا عبدالمطلب کے اونٹ پکڑ لیے۔ جب انھیں پتا چلا تو انھوں نے ابرہہ سے کہا کہ میرے اونٹ واپس کردو۔ ابرہہ نے کہا کہ مجھے اس بات پر حیرت ہے اور میں تو سمجھا تھا کہ تم کعبہ کے متولّی ہو، کعبہ کے بارے میں کوئی مصالحت کرنے آؤ گے لیکن تم نے تو اپنے اونٹوں کا مطالبہ کیا ہے۔ حضرتِ عبدالمطلب نے فرمایا کہ جس کا گھر ہے وہی اس کی حفاظت کرے گا۔ ایک جان مک کین کیا پوری دنیا کے لعین، شدت پسند کافر ومشرک اکٹھے ہوجائیں، اسلام کو ختم نہیں کرسکتے۔ ہاں، مسلمانوں پر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ سچے دین، اسلام پر عمل پیرا ہو کر کفر کی سازشوں کا مقابلہ کریں۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

تیسری قسط

قادیانیوں کا صد سالہ جشن ...... حقیقت کے آئینے میں

پروفیسر خالد شبیر احمد

حکیم نور الدین کا عہدِ حکومت (۱۹۰۸ء۔۱۹۱۴ء):

مرزا غلام احمد جو کچھ اپنے عہدِ حکومت میں کرتے رہے، اُس سے تمام اہل اسلام واقف ہیں۔ قادیانیوں کا جشن صد سالہ چونکہ ۱۹۰۸ء سے شروع ہوتا ہے۔ اس لیے حکیم نور الدین کی اُن کارستانیوں کا ذکر سرفہرست ہے جو بقول قادیانیوں کے وہ اسلام اور اہل اسلام کے لیے سرانجام دیتے رہے ہیں۔ ان کی قیادت کا یہ دور مسلمانوں کے لیے کیسا رہا، اس کی روئیداد قارئین کے سامنے لائی جارہی ہے۔

مرزا غلام احمد کی موت کے بعد اُس کی وصیت کے مطابق قادیانیوں نے ''جماعتِ احمدیہ'' کے جملہ انتظامات انجمن احمدیہ کے سپرد کردیئے اور حکیم نور الدین قادیان کی گدی پر مرزا غلام احمد کے جانشین کے طور پر براجمان ہوئے۔

حکیم نور الدین ۱۸۴۱ء میں بمقام بھیرہ (سرگودھا) پیدا ہوئے۔ جو ایک کھاتے پیتے گھر کے فرد تھے۔ والد کا لاہور میں پرنٹنگ پریس تھا۔ انھیں بچپن سے ہی اسلامیات سے رغبت تھی۔ ۱۲ برس کی عمر میں انھوں نے اپنے بڑے بھائی سے تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ اسلامیات، عربی، منطق کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بھیرہ کو خیرباد کہہ کر لاہور چلے آئے۔ جہاں پر طب کی تعلیم حاصل کی۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے بھوپال، روہیل کھنڈ اور دہلی میں بھی کچھ عرصہ بسر کیا۔ مکہ اور مدینہ میں بھی کچھ عرصہ گزارا۔ جب واپس آئے تو اچھے خاصے صاحبِ علم کہلوانے لگ گئے۔ شعبہ تدریس سے وابستہ ہوئے تو وہاں جی نہ لگا۔ بھیرہ میں بطور حکیم متعارف ہوئے اور خاصی شہرت حاصل کرلی۔ ۱۸۷۶ء میں کشمیر میں مہاراجہ رگھبیر سنگھ کے دربار میں ریاست کے ایک ہندو پولیس افسر لالہ مہتا داس اور کشمیر کے نامور مورخ دیوان کرپارام کی مدد سے شاہی حکیم کے طور پر نوکری حاصل کرلی۔ ۱۸۷۷ء میں حکیم نور الدین نے دہلی دربار میں بھی شرکت کی۔ جہاں ملکہ وکٹوریہ کے باقاعدہ ہندوستان کی ملکہ ہونے کا اعلان کیا گیا۔

حکیم نور الدین چونکہ بڑے ہوشیار، زیرک اور چالاک انسان تھے۔ اس لیے انھوں نے کشمیر میں رہتے ہوئے انگریز افسران سے خصوصی رابطہ قائم کرلیا۔ جو وقتاً فوقتاً کشمیر میں مختلف امور یا پھر بغرضِ سیر و سیاحت آتے رہتے تھے۔ یہیں سے اُنھیں انگریزوں کے قرب کا اعزاز حاصل ہوا اور اُن کی رگ و پے میں انگریزوں سے وفاداری کے جراثیم پرورش پانے لگے۔ بعض انگریز افسران کے ساتھ ان کے خصوصی تعلقات قائم ہوگئے۔ جنھوں نے انھیں مہاراجہ کی درپردہ سرگرمیوں کی

اطلاعات فراہم کرنے پر مامور کر دیا اور یوں حکیم نورالدین نے حکمت کے ساتھ ساتھ انگریزوں کے جاسوس ہونے کا بھی ''شرف'' حاصل کیا۔ انیسویں صدی کے اختتام پر برطانوی حکومت روس کے وسطی ایشیا میں دلچسپی کو بڑی تشویش کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ خود مہاراجہ کشمیر نے بھی روس کی حکومت سے رابطے قائم کر رکھے تھے۔ وہ برطانوی تسلط سے گلوخلاصی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس ضمن میں ۱۸۶۵ء میں پوشیدہ طور پر ایک وفد بھی تاشقند بھیجا گیا۔ جسے اس مشن میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ کیونکہ زارِ روس اس وقت ہندوستان میں کسی بھی آزادی کی تحریک کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔ پانچ سال بعد مہاراجہ کشمیر نے دوسرا وفد بابا کرم پرشاد کی قیادت میں روس بھیجا اس وفد کی غرض و غائت بھی فوجی امداد حاصل کرنا تھی لیکن اسے بھی پہلے وفد کی طرح ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

رفتہ رفتہ حکیم نورالدین ریاست کشمیر کی درباری سازشوں میں بُری طرح ملوث ہوگئے اور بڑی ہوشیاری، تندہی کے ساتھ انگریزی تسلط اور برطانوی مفاد کی نگہداشت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ راجہ امر سنگھ کے ساتھ خصوصی تعلقات قائم کر کے اسے اپنے دامِ فریب میں پھنسا لیتے ہیں۔ حکیم نورالدین پوری طرح کامیاب ہوگئے اور اسے آمادہ کر لیا کہ وہ انگریزوں کی مدد سے اپنے بھائی مہاراجہ پرتاب سنگھ کے مقابلے میں اختیارات کو اپنے ہاتھ میں لے کر ریاست کے نظام پر کنٹرول حاصل کر لے اور کشمیر کے انگریزی مفادات کی مکمل نگہداشت کا فریضہ اپنے ذمے لے۔ اس سازش میں حکیم کو کسی حد تک کامیابی بھی حاصل ہوئی کہ انگریزوں نے ریاستی امور کو سرانجام دینے کے لیے ایک انتظامی کونسل کے لیے مہاراجہ پرتاب سنگھ کو آمادہ کر لیا، جس کی صدارت اگرچہ مہاراجہ پرتاب سنگھ کے ہاتھ میں تھی تاہم اختیارات رفتہ رفتہ مہاراجہ امر سنگھ کو منتقل ہوتے گئے جو اس کونسل کے ایک اہم رکن تھے جس کے ذمے ریاستی امور کی ذمہ داری تھی۔ بالآخر راجہ پرتاب سنگھ پر جب سازش کھلی تو انھوں نے حکیم نورالدین کو چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر ریاست سے نکل جانے کا حکم دے دیا اور یوں:

''بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے''

کے مصداق کشمیر کو انہیں خیر باد کہنا پڑا۔

یہ چھوٹی سی کہانی قارئین کے سامنے اس لیے پیش کی گئی ہے کہ حکیم نورالدین جو قادیانیوں کے ہاں ایک مقدس اور اہم شخصیت ہے جسے قصرِ قادیانیت کا ایک اہم ستون سمجھا جاتا ہے۔ اس شخصیت کی ابتدائی زندگی کے خدوخال ابھر کر سامنے آجائیں۔ واقعات سے ثابت ہے کہ انگریزوں سے وفاداری کا جذبہ ان میں ابتداء ہی سے موجود تھا جس کا دورِ اقتدار میں یعنی قادیان کی گدی پر براجمان ہونے کے بعد اپنے عروج پر پہنچنا ایک فطری امر تھا۔ اور شاید یہ سبب تھا کہ مرزا غلام احمد کی موت کے بعد قادیانیوں کی نگاہِ انتخاب کے وہ مستحق قرار دیئے گئے۔ اس کے علاوہ اس چھوٹی سی کہانی سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اس درباری سیاست میں حکیم صاحب کے کردار سے یہ بات واضح طور پر ابھر کر سامنے آتی ہے کہ سازشوں کے پروان چڑھانے میں انھیں اپنی فطرت نے وافر صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ جس کا اظہار کشمیر کے شاہی دربار میں شاہی حکیم کی حیثیت میں انھوں نے کیا۔ انھیں اگرچہ بے عزت ہو کر کشمیر سے نکلنا پڑا تاہم انگریزوں کے ہاں ان کے احترام میں

ضرور اضافہ ہوا اوران پر انگریزوں کا اعتماد بڑھا۔ اس کے بدلے میں قادیانیوں نے انگریزی امداد حاصل کر کے نہ جانے کتنے مفاد حاصل کیے اور آج تک کر رہے ہیں۔ یہ انھیں لوگوں کی کمائی سے جو آج قادیانیوں کے موجودہ سربراہ مرزا مسرور لندن میں بیٹھے کھا رہے ہیں۔ جن کی قیادت میں یہ جشن صد سالہ منایا جا رہا ہے۔

مختلف حوالوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حکیم نورالدین کی مرزا غلام احمد کے ساتھ پہلی ملاقات ۱۸۸۱ء میں ہوئی اور بس ملتے ہی ان پر فدا ہوگئے۔ اس ملاقات کے بعد بہت ہی کم عرصے میں حکیم نورالدین قادیانیوں کے ہاں ایک اہم مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ جس کی ایک وجہ تو ان کے علم وفضل کی دھاک، ان کے اجل حکیم ہونے کی شہرت، ان کے سازشی ذہن جس کا انہوں نے کشمیر میں ملازمت کے دوران مظاہرہ کیا اور پھر سب سے بڑی بات ان کی مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ وفاداری کا جذبہ تھا۔ حکیم نورالدین بڑے انہماک کے ساتھ قادیانیت کے عقائد کے پرچار اور اس کے مفادات کے تحفظ کے لیے مصروف ہوگئے۔ کئی کتابیں بھی تحریر کیں۔ جس میں قابل ذکر کتاب ''فیض الکتاب'' ہے جس میں انہوں نے عیسائیت پر تنقید اور تبصرہ کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ کتاب مرزا غلام احمد کی فرمائش پر تحریر کی گئی غرضیکہ قادیانیوں کے ہاں ان کا مقام اتنا بلند ہو گیا کہ مرزا غلام احمد کی موت پر قادیانیوں کی نگاہ حکیم نورالدین علاوہ کسی اور پر نہیں پڑی اور متفقہ طور پر انہیں قادیانیوں کا سربراہ منتخب کر لیا گیا۔ حکیم نورالدین ۱۳؍ مارچ ۱۹۱۴ء تک یعنی اپنی موت تک اس منصب پر فائز رہے۔ اس دوران زیادہ تر وہ قادیان میں ہی مقیم رہے اور قادیانی عقائد کی نشر واشاعت اور انگریزوں کی اطاعت وفرمانبرداری اور یہودیوں کے ساتھ گہرے رابطے قائم کرنے کے فرائض کو انتہائی دیانت داری اور محنت کے ساتھ سرانجام دیئے۔

حکیم نورالدین کے یہودیوں سے رابطے:

حکیم نورالدین نے قادیانی گدی پر براجمان ہوتے ہی اپنے قائد وپیشوا مرزا غلام احمد کی حکمت عملی کے عین مطابق یہودیوں اور نصرانیوں سے گٹھ جوڑ کر کے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف کیسے کیسے کام سرانجام دیئے۔ اس کا تذکرہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ قادیانیوں کا اہل اسلام یا اسلام کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی انہوں نے پچھلی ایک صدی میں کوئی ایسا کام کیا ہے جس پر جشنِ صد سالہ منانے کی ضرورت ہے اس جشن صد سالہ کے عنوان کے تحت وہی کچھ ان کے پیش نظر ہے جو کچھ وہ پہلے کرتے رہے ہیں اور یہ صریحاً اسلام کے خلاف بغاوت اور اہل اسلام کو دنیا میں ذلیل ورسوا کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں یعنی خلافت عثمانیہ کے خلاف سازشیں کر کے بین الاقوامی سطح پر مرکزیت اسلام کو پارہ پارہ کیا جو انگریزوں اور یہودی کی ایک اہم ضرورت تھی۔

پہلا جشن:

لندن میں حکیم نورالدین نے خواجہ کمال الدین قادیانی کو خاص مشن پر مامور کر رکھا تھا جس کا برطانوی ''فارن آفس'' کے ذریعے صیہونی تنظیم (W.Z.O.) کے ساتھ رابطہ تھا۔ بظاہر وہ ''ووکنگ مسجد'' کے انچارج تھے، لیکن در پردہ وہ

قادیانی ہدایات کے عین مطابق دن رات اس پروپیگنڈے میں مصروف تھے کہ دولتِ عثمانیہ چند دنوں کی مہمان ہے۔ کیونکہ اس سلطنت کی تباہی کی پیش گوئی ان کے نبی مرزا غلام احمد کر چکے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے بقول تاریخ احمدیت نو سال پہلے ہی یہ کہہ دیا تھا کہ ترکی کی سلطنت زیادہ دیر نہیں چل سکتی۔ زوال اس کا مقدر ہو چکا ہے۔ یورپ کے تمام یہودی قادیانیوں کے اس پروپیگنڈا میں خصوصی دلچسپی لیتے تھے اور قادیانی تحریک کی ہر طرح سے حوصلہ افزائی کرتے تاکہ اس میدان میں قادیانیوں کے حوصلے بڑھتے رہیں اور وہ اپنے مشن کی تکمیل کے لیے ان تمام رکاوٹوں پر قابو پا سکیں جو اس راستے میں دنیا بھر کے مسلمان خصوصی طور پر پاک و ہند کے مسلمان پیدا کر رہے تھے۔ لندن میں قادیانیوں کی یہودیوں کے حق میں اور خلافتِ عثمانیہ کے خلاف یہ آواز یورپ کے اندر سب سے پہلی آواز تھی۔

دوسرا مشن:

حکیم نور الدین نے اسی سلسلے میں دوسرا مشن حجاز روانہ کیا، جو عربوں کو ترکوں کے خلاف اکسانے کا ایک مرکزی خطہ بن چکا۔ برطانوی سامراج نے جب ''لارنس آف عربیہ'' کے ذریعے عربوں کو نسلی امتیاز کی بنیادوں پر ترکوں کے خلاف مہم شروع کی تو اس مہم کو کامیاب بنانے کے لیے قادیانیوں سے بھی کام لینے کا فیصلہ ہوا۔ چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود کو اسی کام کے لیے حجاز بھیجا گیا۔ قادیان میں ایسے قادیانی مبلغ موجود تھے جو بیک وقت قادیانی مبلغ بھی تھے اور اس کے ساتھ ساتھ برطانوی ''انٹیلی جنس'' کے نمائندے بھی۔ انہی میں سے ایک قادیانی جس کا نام عبدالحئی تھا جسے عربی زبان پر اچھا خاصا عبور حاصل تھا، مرزا بشیر الدین محمود کے ساتھ اس مشن میں اس کے ہمراہ تھا۔ تاکہ عربوں کے ساتھ رابطے میں آسانی ہو۔ اس کے ساتھ تیسری شخصیت مرزا میر نواب ناصر کی تھی، جو رشتے میں مرزا بشیر الدین کے نانا تھے۔ یہ لوگ مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے گردونواح میں اپنی مذموم سرگرمیوں میں مصروف تھے کہ مولانا ابراہیم سیالکوٹی جو حج کے لیے حجاز گئے ہوئے تھے۔ ان کو جب قادیانی وفد کی ان سرگرمیوں کا پتہ چلا تو قادیانیوں کا محاسبہ کیا اور لوگوں کو بتایا کہ یہ شخص ایک جھوٹے نبی مرزا غلام احمد کا بیٹا ہے۔ جو اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے برطانوی سامراج کی خوشنودی کی خاطر یہاں پر سرگرم کار ہے اور عربوں اور ترکوں کے درمیان نفرت پیدا کر رہا ہے۔ چنانچہ چند ہی دنوں حالات تبدیل ہو گئے اور عربوں کو معلوم ہو گیا کہ مرزا محمود ہندی کذاب کا بیٹا ہے اور ہمارے درمیان ارتداد پھیلا رہا ہے۔ چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود جہاں سے گزرتا عرب اشاروں سے ایک دوسرے کو مطلع کرتے ''ہٰذا ابنِ کاذب'' اسی دوران مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ نے مرزا محمود کو مناظرے کا چیلنج بھی دے دیا۔ جس کے بعد حکیم نور الدین کے اس قادیانی وفد کا مکہ اور مدینہ میں ٹھہرنا بہت مشکل ہو گیا، اور وہاں سے انہیں بھاگنا پڑا۔ مرزا محمود نے اپنے اس مشن کی روئیداد اس طرح بیان کی ہے:

> ''میں (مرزا محمود) نے وہاں (مکہ اور مدینہ) میں تبلیغ شروع کی اور خدا نے اپنے خاص فضل سے میری حفاظت کی۔ اُس وقت حکومتِ ترکی کا اچھا خاصا اثر تھا۔ اب تو شاہِ حجاز کی گورنمنٹ انگریزی کے زیر اثر ہونے کے باعث ہندوستانیوں سے بدسلوکی نہیں ہو سکتی مگر اُس وقت یہ حالت نہ تھی۔ اُس وقت وہاں وہ

جس کو چاہتے گرفتار کر لیتے تھے۔ مگر میں نے وہاں تبلیغ کی اور کھلے طور پر کی۔ لیکن جب ہم وہ مکان چھوڑ کر فارغ ہوئے تو دوسرے روز اس مکان پر چھاپا مارا گیا اور مالک مکان کو پکڑ لیا گیا کہ اس قسم کا یہاں کوئی شخص تھا۔'' (''الفضل''۔ قادیان۔ ۷؍ مارچ ۱۹۲۱ء)

(۳) تیسرا مشن:

حکیم نورالدین نے ترکوں کے خلاف تیسرا مشن یہودیوں اور انگریزوں کے حق میں ۲۶؍ جولائی ۱۹۱۳ء کو مصر روانہ کیا۔ اس مشن میں زین العابدین (ولی اللہ شاہ) اور عبدالرحمٰن شامل تھے۔ انگریز سامراج اُس وقت مصر، شام اور عراق میں ترکوں کے خلاف سرگرم عمل تھا۔ مصر مرکز تھا، جہاں سے سارے اسلامی علاقوں میں انگریزوں اور یہودیوں کے جاسوسوں کا جال پھیلا ہوا تھا۔ اِدھر لارنس آف عریبیہ اپنے مشن میں صحرائے سینائی میں مصروفِ عمل تھا۔ انگریز ''شریف حسین مکہ'' کو ترکوں کے خلاف بغاوت پر اکسانے میں اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا تھا کہ قادیانیوں کا یہ مشن انگریزوں اور یہودیوں کی مدد کے لیے مصر پہنچا۔ زین العابدین اور شیخ عبدالرحمٰن قادیانی نے مصر پہنچ کر برطانوی ریذیڈنٹ جنرل کچنر سے رابطہ قائم کیا۔ کچھ عرصہ تک ان دونوں نے ترک اقتدار کے خاتمے کے لیے برٹش ایجنسیوں کے ساتھ مل کر کام کیا۔ بعد میں زین العابدین، شیخ عبدالرحمٰن کو مصر میں چھوڑ کر خود برٹش ایجنسی کی ہدایت پر بیروت (لبنان) روانہ ہوگیا۔ بیروت میں اس قادیانی نے عام مسلمانوں میں بڑا اثر ورسوخ حاصل کرلیا۔ اس لیے کہ اس نے بظاہر ترکوں کی حمایت کا روپ دھار لیا۔ ہندوستان میں چونکہ ترکوں کی حمایت کا سلسلہ جاری تھا اور تحریک بھی چل رہی تھی، اس لیے ترک اہل ہندوستان کو بڑی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ انھی حالات سے فائدہ اٹھا کر زین العابدین (قادیانی مبلغ) نے بیروت، حلب، بیت المقدس میں ''برطانوی انٹیلی جنس'' کی ہدایت کے مطابق بڑی اہم خدمات سرانجام دیں۔ حتیٰ کہ صلاح الدین ایوبی کالج میں ترکوں کی سفارش پر لیکچرر مقرر ہوگیا۔ زین العابدین کو قادیانی تحریکِ جاسوسی میں ایک اہم اور منفرد مقام حاصل ہے۔ اسے ''عجمی لارنس آف عریبیہ'' کہا جاتا ہے۔ اس قادیانی نے بھی لارنس آف عریبیہ کی طرح ترکوں کے زوال اور انگریزوں اور یہودیوں کے اقتدار کے لیے بڑی اہم خدمات سرانجام دی ہیں۔ شام کے ایک فاضل محقق محمد منیر القادری نے اپنی کتاب ''القادیانیۃ'' میں جنگِ عظیم اوّل کے دوران قادیانیوں کے جاسوسی کردار سے پردہ اٹھاتے ہوئے اس طرح تحریر کیا ہے:

> ''اور یہ بات پوری ذمہ داری سے کہی جاسکتی ہے کہ قادیانیوں سے چشم پوشی مسلمانوں کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ خصوصاً جاسوسی کے بارے میں کیوں کہ جنگِ عظیم کے وقت انگریزی سامراج نے ایک قادیانی مسمّی ولی اللہ زین العابدین کو سلطنتِ عثمانیہ میں بھیجا۔ جس نے وہاں جا کر یہ ظاہر کیا کہ وہ سلطنتِ عثمانیہ کا بہی خواہ ہے اور مسلمان ہے۔ عثمانی دھوکہ کھا گئے اور اس کو پانچوے ڈویژن کے کمانڈر جمال پاشا کے پاس بھیج دیا۔ جس نے اس کو ۱۹۱۷ء میں القدس یونیورسٹی میں دینیات کا لیکچرر مقرر کردیا۔ بعد میں جب انگریزی افواج دمشق میں داخل ہوئیں تو مذکورہ ولی اللہ زین العابدین اس لشکر میں شامل ہوگیا۔'' (محمد منیر القادری، ''القادیانیۃ''، دمشق، ص ۱۴)

شورش کاشمیریؒ اسی قادیانی جاسوس کے بارے میں اپنی کتاب ''تحریک ختم نبوت'' میں یوں رقم طراز ہیں:

''پہلی جنگِ عظیم (۱۹۱۸ء۔۱۹۱۴ء) میں عرب ریاستوں کے احوال وآثار اور اسرار ووقائع چوری کرنے کے لیے مرزا محمود نے اپنے پیروؤں کی ایک کھیپ مہیا کی۔ ہندوستانی فوج کی ہر کمپنی کے ساتھ ایک یا دو قادیانی منسلک کیے گئے۔ کئی ایک معتمد ترکی بھیجے گئے۔ جنھوں نے مقامی ملازمت کے پردے میں ''سکاٹ لینڈ یارڈ'' کی حسبِ ہدایت کام کیا۔ دمشق میں مرزا محمود کا سالا زین العابدین ترکوں کی پانچویں ڈویژن کے انچارج جمال پاشا کی معرفت القدس یونیورسٹی میں دینیات کا لیکچرار لگ گیا۔ لیکن جس روز انگریزی فوج دمشق میں داخل ہوئی وہ انگریزی کمانڈر کے ماتحت ہوگیا اور کئی ایک معتمد ترکوں کو قتل کروانے میں حصہ لیا۔ اس کا چھوٹا بھائی میجر حبیب اللہ شاہ فوج میں ڈاکٹر تھا۔ اس کو بغداد فتح ہونے پر عارضی طور پر گورنر مقرر کیا گیا۔ جب ۱۹۲۴ء میں عراقی حکومت کو مرزائیوں کے خدوخال کا پتا چلا تو ان کی غدارانہ سرگرمیوں کے باعث ان سب کو وہاں سے نکال دیا گیا۔ مرزا محمود نے جمعہ کے خطبہ مطبوعہ ''الفضل'' ۱۹۲۳ء میں اعتراف کیا کہ ''عراق فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہایا اور میری تحریک پر سینکڑوں لوگ بھرتی ہوکر گئے۔''

ان حوالوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حکیم نورالدین کے اس مشن میں بھیجے گئے یہ دو شخص زین العابدین اور شیخ عبدالرحمٰن برطانوی مقاصد کے حصول کے لیے کتنے فیصد اور کارآمد ثابت ہوئے۔ شیخ عبدالرحمٰن مصر میں ایک مدت تک خصوصی مشن پر فائز رہ کر برطانوی انٹیلی جنس اور قادیان کے درمیان ایک خصوصی رابطے کا کام دیتا رہا۔ شیخ عبدالرحمٰن کے بارے میں قارئین کو یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ یہی وہی شیخ عبدالرحمٰن ہے جو قادیانیت کی تاریخ میں شیخ عبدالرحمٰن مصری کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جس نے بعد میں مرزا بشیرالدین محمود کے خلاف اس کی اخلاقی بے رہروی اور بے شمار جنسی سیکنڈلز کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے علم بغاوت بلند کردیا تھا۔ یہ کہانی عہدِ محمودی میں ایک خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ یہاں اس کا ذکر اس لیے مقصود ہے کہ اسی شیخ عبدالرحمٰن مصری نے جی۔ ڈی کھوسلہ کی عدالت میں بیان دیا تھا کہ:

''مرزا بشیرالدین محمود زنا کار ہے۔ تقدس کے پردے میں عورتوں اور لڑکوں کو ہوس کا نشانہ بناتا ہے اور یہ بھی کہ مرزا محمود نے ایک سوسائٹی بنا رکھی ہے جس میں وسیع پیمانے پر زنا ہوتا ہے۔''

شاید یہ بھی انھیں ''خدمات'' کا ہی حصہ ہے جس پر جشن صد سالہ منایا جارہا ہے۔ اس پر تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ:

شرم تم کو مگر نہیں آتی

(جاری ہے)

☆☆☆

حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ
آئینِ جواں مردی حق گوئی و بے باکی

غلام محمد خان نیازی

حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ کی ذاتِ گرامی بیسویں صدی میں برصغیر کے سیاست دانوں اور مذہبی رہنماؤں میں ایسے نمایاں اور اظہر من الشمس ہے جو محتاج تعارف نہیں۔ وہ تمام زندگی اپنے ایثار، قربانی، بلند کردار اور اعلیٰ کارکردگی کی بناء پر ہمیشہ ممتاز اور معروف رہے۔

آپ بفہ ضلع ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم کی تکمیل کے بعد عملی طور پر سیاست اور دینی سرگرمیوں میں حصہ لینا شروع کیا۔ اُس وقت فرنگی راج تھا اور برصغیر کی تقسیم معرض وجود میں نہیں آئی تھی۔ تاہم آزادی اور اسلام کی سربلندی کی خاطر مجلس احرار اسلام (ہند) میں شامل ہوئے اور بہت جلد اپنی صلاحیتوں اور ایثار کی بنا پر آل انڈیا مجلس احرار اسلام کے نائب صدر کی حیثیت سے برصغیر کی تقسیم تک کام کرتے رہے۔ انگریز حکمران آپ کی جرأت اور بے باکی سے ہمیشہ ترساں ولرزاں رہے۔ آپ کا حریت پسند کردار اپنے علاقہ میں اتنا بااثر تھا کہ بقول اُن کے مقامی سرکاری ڈاکٹر کو اخلاقی طور پر چائے کی دعوت میں شریک کیا تو انگریز سرکار نے اس ڈاکٹر کو وہاں سے اس لیے بے گناہ تبدیل کر دیا۔ تاکہ وہ مولانا کے سیاسی نظریات کے زیر اثر نہ رہے۔

راقم نے آپ کی زیارت بارہ تیرہ سال کی عمر میں پہلی بار کی۔ جب آپ نے نواب آف کالا باغ کے کارندوں کی جانب سے مجلس احرار اسلام کالا باغ کے رضا کاروں پر ظلم وتشدد کے واقعات کو سنا تو آپ جماعت کی طرف سے اُن حالات کا جائزہ لینے ہمارے گاؤں موسیٰ خیل (میانوالی) تشریف لائے۔ اور یہاں سے صوفی عبدالرحیم خان نیازی صدر مجلس احرار اسلام میانوالی اور رضا کاروں کے ہمراہ کالا باغ گئے۔ گو نواب آف کالا باغ کے غنڈوں نے آپ اور آپ کے ساتھی رضا کاروں کو ہراساں کرنے کی کوشش کی لیکن آپ نے نتائج سے بے نیاز ہو کر نہایت ثابت قدمی اور جرأت سے کالا باغ شہر کی ناکہ بندی کو توڑتے ہوئے پروگرام کے مطابق شہر کی بڑی مسجد عید گاہ میں جلسہ سے خطاب فرمایا اور حالات کا مشاہدہ کرنے کے بعد واپس لاہور چلے گئے۔

تقسیم ملک کے بعد جب مجلس احرار اسلام نے عملی سیاست میں حصہ لینے کی بجائے اپنی سرگرمیاں مرزائیت کے تعاقب میں وقف کیں تو آپ نے پہلے پہل ''نظام العلماء جماعت'' کی داغ بیل ڈالی اور پھر جمعیت علماء اسلام کا احیاء کر کے اس کے جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے۔ آپ نے دیگر علماء کرام کے ہمراہ پورے ملک کا ہمہ گیر اور ہنگامی دورہ کیا، جس سے ملک کے طول وعرض میں جمعیت علمائے اسلام کی شاخوں کا قیام عمل میں آگیا۔ یہ جماعت اپنی مدبرانہ پالیسیوں کی بنا پر تھوڑے ہی عرصہ میں ملک کی اہم مذہبی اور سیاسی جماعت بن کر اُبھری۔

آپ نے ہی اپنے حسنِ تدبر سے لیبر پارٹی سے تعاون کا معاہدہ کیا اور لاہور میں ایک ایسی عظیم الشان کانفرنس اور بے مثال تاریخی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جمعیت علمائے اسلام کے مختلف کاروان لاہور شہر کے مختلف اطراف سے داخل ہوئے اور لوگوں کی اتنی کثیر تعداد تھی کہ لاہور کے ہوٹل عوام کو کھانا اور رہائش مہیا کرنے سے بے بس ہوگئے۔ اس کانفرنس کے اثرات نے جماعت کے وقار اور ملکی سیاست میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ ایوبی دور ۱۹۶۲ء میں مغربی پاکستان کی صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اور بعد میں بھٹو دور ۱۹۷۰ء میں اپنے حلقہ سے قومی اسمبلی کے ممبر کی حیثیت سے کامیاب ہوئے۔

آپ نے صوبائی اسمبلی کے افتتاحی اجلاس میں تقریب حلف برداری کے دوران جرأت سے مجوزہ حلف سے انحراف کر کے اسلام کی پاسداری کا برملا اظہار کیا تو اس جرأتِ کردار کو ذرائع ابلاغ کے علاوہ ملک کے دیندار طبقہ نے بہت سراہا۔

ایوبی دور میں عید کا چاند نظر نہ آنے کے باوجود حکومت کی طرف سے زبردستی عید منانے کی کوشش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور بخوشی گرفتاری قبول کی۔ تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں جب راہ نما اور دیگر اکابر پس دیوارِ زنداں چلے گئے تو آپ پس پردہ رہ کر تحریک کی رہنمائی فرماتے رہے اور ہدایات سے نوازتے رہے، جس سے تحریک نے طول پکڑا۔

آخری ایام میں آپ نے راولپنڈی صدر کی بھوسہ منڈی کی مسجد میں خطابت کے فرائض ادا کیے۔ آپ کی کوئی نرینہ اولاد زندہ نہیں تھی۔ صرف ایک بیٹی تھی جو اپنے خاوند کے ہمراہ اُس کی ملازمت کے دوران اسلام آباد رہائش پذیر رہی۔ آپ کی وفات کے موقع پر پاکستان ٹیلی ویژن نے خصوصی پروگرام نشر کیا۔

جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاری اور سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہم کی دعوت پر آپ نے حکومتِ وقت کی طرف سے پابندی کے باوجود بھرپور ایمانی قوت سے چناب نگر (ربوہ) پہنچ کر مسلمانوں کی پہلی مسجد ''مسجد احرار'' کی تقریب سنگِ بنیاد کے موقع پر اجتماعِ جمعہ سے خطاب کیا۔

تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں مولانا نے اسمبلی کے اندر اور باہر بھرپور حصہ لیا اور حکومت کو قادیانیت کے عقائد اور ملک دشمن نظریات کے دستاویزی ثبوت فراہم کیے۔ انھوں نے تمام ممبرانِ قومی اسمبلی کو ایک محضر نامہ کے ذریعے اس خطرناک فتنے سے آگاہ کیا۔ آپ کی شبانہ روز محنت کے نتیجہ میں حکومت نے ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم

اقلیت قرار دے دیا۔ اس تحریک میں دیگر زعماء کے علاوہ آپ کا عملی کردار نا قابل فراموش ہے۔ آپ نے تمام عمر لادین قوتوں اور عقائد باطلہ کے خلاف تحریری اور تقریری جد و جہد جاری رکھی اور کبھی بھی وقتی مصلحت کو آڑ بنا کر اپنے نظریات کے اظہار میں کوتاہی نہیں کی۔

قومی اور صوبائی اسمبلی کے اجلاس کے دوران آپ بذلہ سنجی اور نکتہ آفرینی کے باعث نمایاں اور ممتاز رہے۔ بعض اوقات آپ کا ذو معنیٰ نکتہ مزاح پیدا کر دیتا، جس سے نہ صرف شرکاء اجلاس محظوظ ہوتے بلکہ مسئلہ یا قرارداد کو سمجھنے میں مزید آسانی پیدا ہو جاتی تھی۔

مولانا غلام غوث ہزارویؒ اپنے اخلاص اور بے لوث کارکردگی کی بنا پر مجلس احرار اسلام کے زعماء میں شمار ہوتے تھے اور آزادی اور اسلام کی سربلندی کی خاطر جماعتی سرگرمیوں سے کبھی بھی دریغ نہ کیا۔ اس لیے آپ جماعت کی اعلیٰ قیادت میں شریک عمل رہے۔ مولاناؒ نے تمام عمر سادہ اور درویشانہ زندگی بسر کی۔ معاشی حالات چاہے موافق یا غیر موافق رہے۔ آپ کی طرزِ زندگی کو متاثر نہ کر سکے۔ جہاں آپ نے ملکی سیاست میں بھرپور عملی حصہ لیا اور مذہبی نظریات کے پرچار کے داعی رہے، وہاں علمی اور ادبی محاذ پر جمعیت علمائے اسلام کے اخبار ”ترجمانِ اسلام“ کے مدیر رہے۔ اور اسے نہایت کامیابی سے جاری رکھا۔ انھوں نے اسلام دشمن اور لادین طاقتوں کے خلاف قلمی جہاد کیا۔ آپ کی ذات نمود و نمائش سے ہمیشہ بیگانہ رہی۔ وہ فقیری میں امیری کرتے تھے۔ ہمیشہ سادہ لباس اور خوراک پر اکتفا کرتے رہے۔ تمام عمر جہاں تک ہو سکا ملتِ اسلامیہ پاکستان کی ترقی اور ملکی بقا کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگائے رکھی۔ آپ نے پوری زندگی سادگی اور اصول پرستی میں بسر کی۔ جس پر مجلس احرار اسلام اور جمعیت علمائے اسلام کو ہمیشہ فخر رہے گا۔ آپ کا بے داغ کردار آپ کی مخلصانہ جد و جہد کا نہ صرف غماز تھا بلکہ کارکنوں کے لیے مشعل راہ بھی ثابت ہوتا تھا۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

4 مئی 2008ء
اتوار بعد نماز مغرب

دفتر احرار 69/C
وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی پہلی اتوار کو بعد نمازِ مغرب مجلس ذکر و اصلاحی بیان ہوتا ہے

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور　فون: 042-5865465

عورت کی بے بسی

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

شادی ایک آزمائش ہے۔ مسلسل آزمائش! ہر گھر میں مسائل ہوتے ہیں۔ کہیں زیادہ، کہیں کم اور پھر اپنی اپنی قسم کے مسائل ہوتے ہیں۔ کہیں ساس بہو کا جھگڑا ہے تو کہیں معاشی تنگ دستی کا رونا وغیرہ وغیرہ۔

دراصل ہمارا معاشرہ گھریلو مسائل میں اتنا جکڑا ہوا ہے اور اخبارات میں روزانہ بیسیوں واقعات ایسے پڑھنے کو ملتے ہیں کہ میاں نے بیوی کو قتل کر دیا۔ بیوی نے میاں کو زہر دے کر ہلاک کر دیا

اور ان زیادہ تر واقعات میں زیادتی شوہر کی نظر آتی ہے کہ وہ اپنے مرد ہونے کے اختیار کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے گھر میں اکثر ظلم روا رکھتا ہے۔ اگرچہ بعض عورتیں بھی اپنی بے وقوفی سے اپنے گھر کی تباہی کا باعث بنتی ہیں۔

حقیقت میں ہمارے ہاں بھرپور دینی اور دنیاوی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے جہالت نے اپنے پنجے گاڑ رکھے ہیں جس کی بنیاد پر لوگ کس کس طرح اپنی زندگی میں زہر گھولتے اور اپنے متعلقین کو ذہنی اذیت سے دوچار کرتے ہیں۔

ایسے ہی ایک گھرانے کی ایک کہانی آپ کے پیش نظر ہے جسے ضبطِ تحریر میں لانے کا مقصد صرف اور صرف پڑھنے والوں کے لیے عبرت اور سبق آموزی ہے اور کچھ نہیں کہ:

احساس مر نہ جائے تو انسان کے لیے
کافی ہے ایک راہ کی ٹھوکر لگی ہوئی

ایک گھر میں میاں بیوی نسبتاً ایک اچھی زندگی بسر کر رہے تھے۔ سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے انھیں ایک بیٹی عطا کی۔ دن گزرتے رہے۔ اللہ کا کرنا کیا ہوا کہ دو سال کے بعد پھر ایک بیٹی پیدا ہوئی۔

یہ بیٹا یا بیٹی کا ہونا یا نہ ہونا کسی کے بس میں نہیں۔ یہ تو اللہ کے اختیار میں ہے۔ اُس کا کہنا ہے کہ جسے چاہوں میں بیٹے دوں، جسے چاہوں بیٹیاں دوں۔ جسے چاہوں بیٹے اور بیٹیاں ملا کر دوں اور جسے چاہتا ہوں میں بانجھ کر دیتا ہوں، کچھ بھی نہیں دیتا۔ وہ بے نیاز ہے، بے پروا ہے، صاحب ہے جو چاہے کرے کہ:

اِکناں نُوں کُجھ نہ دیوے، اِک نُوں اِک دِتّا اووی گیا مر

حافظؔ !صاحب نُوں کون آکھے ، اِنج نئیں اِنج کر

دو بیٹیوں کی پیدائش کے بعد میاں نے بیوی کو کوسنا شروع کر دیا کہ مجھے بیٹا چاہیے۔اب اگر بیٹی ہوئی تو تمہاری خیر نہیں، تمہیں الگ کر دوں گا، دوسری شادی کر لوں گا، بیٹی کا گلا گھونٹ دوں گا، وغیرہ وغیرہ۔

اللہ کی مرضی کہ تیسری دفعہ بھی اُس کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی۔میاں نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔بیوی خوف زدہ رہنے لگی۔چند دنوں کے بعد کا واقعہ ہے کہ ماں قضائے حاجت کے لیے باتھ روم گئی ہوئی تھی۔سنگ دل باپ نے معصوم بچی کو اٹھایا اور اُسے کُکر میں بند کر کے چولہے پر چڑھا دیا۔

فراغت کے بعد جب ماں باہر آئی، دیکھا کہ میاں باورچی خانے میں ہے اور چولہے پر کُکر چڑھا ہوا ہے۔

پوچھا: یہ کیا ہے؟ کہنے لگا: کچھ نہیں، تمہارے لیے یخنی بنا رہا ہوں۔ماں بستر پر چلی گئی۔

اُدھر باپ نے بدحواسی میں، بجائے کُکر کی سیٹی اور ویٹ بالترتیب اٹھانے کے، سیدھے سبھاؤ اُس کا ڈھکن کھول دیا جو بھاپ کی زبردست قوت کے ساتھ، باپ کے منہ پر لگا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔باورچی خانے میں قاتل باپ کے اوپر مقتول بیٹی کی لاش پڑی تھی کہ:

کل جگ نہیں، کر جگ ہے یہ، یاں دن کو دے اور رات لے

کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے

قارئین! کیا ہم اُس دکھیا ماں کے کرب کا اندازہ لگا سکتے ہیں؟ اُس کے درد کو کسی سکیل پر ماپ سکتے ہیں؟ اُس کے دکھ کو جان سکتے ہیں کہ وہ اپنی بیٹی کو بستر پر نہ پا کر، کس ہمت سے باورچی خانے میں آئی ہوگی اور اُس نے وہاں اپنے میاں کی لاش اور اُس کے اوپر اپنی پھول جیسی بیٹی کے لاشے کو کس حوصلے سے دیکھا ہوگا کہ:

جس ہاتھ کو وہ خواب میں کل چوم رہی تھی

جاگی تو اُسی ہاتھ میں لاشہ نظر آیا

اعتذار

''نقیبِ ختمِ نبوت'' کی اشاعت اپریل ۲۰۰۸ء کے صفحہ نمبر ۹ پر ایک لفظ پروف ریڈنگ کی غلطی کی وجہ سے غلط چھپ گیا تھا، اُسے ''برے'' کی بجائے ''بڑے'' پڑھا جائے۔ادارہ اس غلطی کے لیے معذرت خواہ ہے۔(ادارہ)

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

● **کتاب:** نمازِ مسنون (جیبی سائز)		**مرتب:** ابوسفیان تائب

ضخامت: ۶۴ صفحات		**قیمت:** ۲۵ روپے		**ناشر:** دارالمطالعہ، نزد پرانی پانی والی ٹینکی حاصل پور (ضلع بہاول پور)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نماز ہر مسلمان پر فرض ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو دین کا ستون اور مؤمن کی معراج قرار دیا ہے۔ اپنے بچوں کو سات برس کی عمر میں تلقین وترغیب کے ذریعے نماز کی عادت ڈالنے اور دس برس کی عمر میں مار کر بھی نماز پڑھانے کا حکم فرمایا ہے۔ نماز میں پڑھے جانے والے کلمات طیبات، تسبیحات اور دعائیں یاد کرنا، اُن کا معنی ومفہوم سمجھنا اور نماز کے مسائل سے آگاہ ہونا ہر مسلمان مرد اور عورت کی بنیادی ضرورت اور ذمہ داری ہے۔

جناب ابوسفیان تائب، حاصل پور شہر کی معروف دینی وعلمی شخصیت ہیں۔ دعوت وتبلیغ اور اصلاحِ معاشرہ کا خاص ذوق رکھتے ہیں۔ تقریر وتحریر کے ذریعے مسلمانوں کی بھلائی کی سرگرمیوں میں مشغول رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں اس کارِ خیر کی توفیق عطا فرما کر دین کی تعلیم وتبلیغ اور نشر واشاعت کے لیے قبول فرما لیا ہے۔

جناب ابوسفیان تائب کی مرتبہ اس کتاب میں مکمل نماز، آیاتِ قرآنی مع ترجمہ، وضو کا طریقہ اور مسائل، نماز کی ادائیگی کا طریقہ اور مسائل، نمازِ جمعہ، نمازِ عیدین، نمازِ تراویح، عورتوں کی نماز کا طریقہ اور مسائل، قضا نمازوں کی ادائیگی، بنیادی اسلامی عقائد (ایمان مجمل، ایمان مفصل)، چھے کلمے، پانچ نمازوں اور جمعۃ المبارک کی ترتیب وار رکعتیں (چارٹ کی صورت میں)، قرآن وحدیث میں مذکور دعائیں، شرعی اصطلاحات، فرض، واجب، سنتِ مؤکدہ، سنتِ غیر مؤکدہ، مستحب یا نفل، حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی اور مباح۔ ان کی مختصر تشریح لکھی گئی ہے۔ زبان انتہائی سادہ بات مختصر اور مسئلہ واضح ہے، جس سے بچے اور بڑے یکساں نفع اٹھا سکتے ہیں۔ شروع میں اسماء اللہ الحسنٰی درج ہیں۔ فاضل مرتب سے گزارش ہے کہ اسماء النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی آئندہ اشاعت میں شامل فرما لیں۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے اور مرتب وناشر سب کو اجر عطاء فرمائے۔ (آمین) (تبصرہ: کفیل بخاری)

● **کتاب: القواعد الصرفیہ**		**مصنف:** مولانا سید نظام الدین شاہ

ناشر: مکتبہ القراۃ ۔۱۴۳۔ بی۔ ماڈل ٹاؤن لاہور		**ملنے کا پتا:** المصباح، اردو بازار لاہور

برصغیر پاک وہند کے مدارس عربیہ کے عمومی نظامِ تعلیم میں فنون کو علوم پر مقدم رکھا گیا ہے۔ انھی فنون میں اہم ترین عربی قواعدِ انشاء یعنی نحو وصرف اور گرامر ہیں۔ ہمارے مدارس کے بندوبست میں ان دونوں فنون کو اساتذہ وطلبہ کی خصوصی توجہ حاصل رہتی ہے۔

قواعد انشاء کسی بھی زبان میں غلطی سے محفوظ رہنے کے لیے ہوا کرتے ہیں۔ عربی زبان کے قواعدِ انشاء کی تعلیم وتعلم کی غرض بھی یہ ہی بتائی جاتی ہے۔ یہ الگ بات کہ تین چار سال تک طلبہ واساتذہ کی بے حد محنت وتوجہ حاصل کرنے کے باوجود قواعدِ مبتدی (ومنتہی) طلبہ کو عربی انشاء کے لیے چنداں مددگار نہیں ہوتے۔

اپنی بے پناہ وسعتوں کے اعتبار سے فنِ صرف ابتدائی طلبہ کے لیے کچھ دشوار یا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اس مشکل یا الجھن کو حل کرنے کے لیے ہمیشہ سے اساتذۂ فن کوشاں رہے ہیں۔ (اللہ ان کی سعی بابرکت بنائے) زیرِ نظر کتابچہ بھی اسی بابرکت مقصد کو سامنے رکھ کر تحریر کیا گیا ہے۔

کتاب کی ہیئتِ ترکیبی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ''علم الصّرف مصنفہ مولانا مشتاق احمد چرتھاولی مرحوم'' اس کتاب کا بنیادی مآخذ ہے۔ چند دوسرے مآخذ ومصادر سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ گو حوالہ کی طرف رہنمائی بہت ہی کم ہے۔

عمدہ کاغذ پر نمایاں رسم الخط میں نیلی روشنائی کے ساتھ اعلیٰ طباعت نے کتاب کو جنت نگاہ بنا دیا ہے۔

(تبصرہ: صبیح ہمدانی)

● **کتاب: خصائل نبوی کا دل آویز منظر**　　مؤلف: مولانا عبدالقیوم حقانی

ضخامت: ۱۶۶ صفحات　ناشر: القاسم اکیڈمی، خالق آباد، نوشہرہ　　قیمت: درج نہیں

فخرِ موجودات عالم مرجع ہر سروری وملجاء ہر دلبری حضورِ اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا لفظ ہی ایسا عطر بیز ہے کہ ذکر آتے ہی مشام جاں معطر ہو جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مُحبّینِ اوّلیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد انھوں نے اپنے اندوہِ فراق والمِ ہجراں کو رفع کرنے کے لیے ایک ایسے عمدہ طریقے کی بنا ڈالی جو ان کے لیے اور ان کے بعد کے سب زمانوں کے مُحبّینِ رسول کے لیے باعث صد تسلی وہزار مداوا بن گیا۔

یہ طریقہ نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل وخصائل کا تذکرہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فراقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نڈھال ہو کر ہر اس چیز کو یاد کیا جس کا تعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا۔ آپ کا حلیہ مبارک، آپ کا چلنا، آپ کا بیٹھنا، آپ کا گفتگو فرمانا، آپ کی گھر کی زندگی، آپ کے بستر کا حتی کہ آپ کے پسینہ مبارک کا تذکرہ۔ یہ سب باتیں ان کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ وبے پایاں محبت کا پتا دیتی ہیں۔

ائمہ حدیث میں امام ترمذی رحمہ اللہ کی کتاب ''شمائل'' ان سب حسین وجمیل اور محبت واُلفت کی پھوار میں بھیگی ہوئی روایات کا ایک دلکش مجموعہ ہے۔ یہ کتاب برصغیر کے مدارس میں متداول ہے اور دورۂ حدیث کے سال اس کی باقاعدہ تدریس ہوتی ہے۔

اس کتاب کی تشریح وتوضیح کے لیے جناب مؤلف مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ نے قلم اٹھایا ہے۔ اس سلسلے میں ان کی ایک شرح قریباً آٹھ جلد میں آچکی ہے۔ زیرِ نظر کتاب اس کی ساتویں جلد ہے۔ جس میں شمائل ترمذی کی تقریباً

۱۳۷ احادیث کی عالمانہ ومحققانہ تشریح کی گئی ہے۔ تقریباً تمام گفتگو با حوالہ ہے۔ انداز ایسا ہی ہے جیسا کسی درسی شرح کا ہوسکتا ہے۔ یعنی تحقیق وتدقیق کے جملہ تقاضے ملحوظ رکھے گئے ہیں۔ لیکن ادبیت کا معیار بہت حد تک برقرار ہے۔

کتاب کی طباعت، جلد بندی اور کاغذ درمیانے درجے کا ہے۔ پروف ریڈنگ کا معیار عمدہ ہے۔ (تبصرہ: صبیح ہمدانی)

● **کتاب: احمدی دوستو! تمھیں اسلام بلاتا ہے**　　مصنف: محمد متین خالد

ضخامت: ۳۸۲ صفحات　　قیمت: ۲۵۰ روپے　　ملنے کا پتا: علم وعرفان پبلشرز، ۳۴/ اردو بازار لاہور

یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ قادیانی جماعت میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جنھیں جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متعلقین کی وہ تحریریں پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا جو عرصہ دراز سے مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان وجہ نزاع ہیں۔ یہ ان کی کم علمی اور سادگی ہے کہ وہ محض چند رٹے رٹائے مخصوص مسائل پر بات کرتے ہیں اور اگر انھیں مرزا صاحب کی اصل تحریریں دکھادی جائیں تو وہ بے حد پریشان ہوجاتے ہیں۔ تجربے میں آیا ہے کہ پڑھے لکھے قادیانی حضرات بالخصوص نوجوانوں کو اگر لطیف دلائل وبراہین سے بات سمجھائیں تو وہ نہ صرف اسے قبول کرتے ہیں بلکہ مزید تجسس اور تشنگی کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ قادیانیوں کو دعوتِ اسلام دیتے وقت قرآنی آیت **ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنه وجادلهم بالتی هی احسن** ہمیشہ پیش نظر رہنی چاہیے۔ سقراط نے کہا تھا کہ ''لاجواب کرنا اچھا ہے اور قائل کرنا اس سے بھی اچھا'' دعوتِ حق کے جذبہ سے خوش اخلاقی کے ماحول میں پیش کیے گئے دلائل وبراہین قاطع کا کوئی جواب نہیں۔ دلیل اور اخلاق کے ہتھیار سے آپ سب کچھ فتح کرسکتے ہیں۔ تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر گراں قدر خدمات سرانجام دینے والے درجنوں کتابوں کے مصنف جناب محمد متین خالد کی زیر نظر نئی کتاب ''احمدی دوستو! تمھیں اسلام بلاتا ہے'' اسی جذبے اور سوچ کے تحت تحریر کی گئی ہے۔ حق کے متلاشی قادیانیوں کی مکمل خیرخواہی کے پیش نظر سوز وگداز میں ڈوبی ہوئی یہ فکرانگیز کتاب نہایت متاثر کن اور منفرد انداز میں تحریر کی گئی ہے۔ اس کا دعوتی انداز درد وسوز آرزومندی سے مالامال ہے۔ کتاب میں درج تمام حوالہ جات کے ثبوت آخر میں اصل قادیانی کتب کے عکسی فوٹو سے دے دیے گئے ہیں جس سے نہ صرف کتاب کی اہمیت میں دوچند اضافہ ہوگیا ہے بلکہ قادیانی حضرات کا یہ اعتراض بھی ختم ہوجاتا ہے کہ ان کی متنازع عبارات سیاق وسباق سے ہٹ کر بیان کی جاتی ہیں۔ قادیانی حضرات انتہائی غیرجانبداری، خالی ذہن اور ٹھنڈے دل کے ساتھ اگر اس کتاب کو صرف ایک بار پڑھ لیں اور اس میں دیے گئے حوالہ جات اور اس کے عکسی ثبوت کو اپنی کسی بھی لائبریری میں موجود مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب سے موازنہ کرلیں تو وہ یقیناً اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق کتاب میں دیے گئے حقائق کو برحق پائیں گے اور صراط مستقیم اختیار کرتے ہوئے واپس اسلام کی آغوش میں آجائیں گے۔ تبلیغی نکتہ نظر سے ہر مسلمان کو یہ کتاب خرید کر کسی نہ کسی قادیانی کو ضرور دینی چاہیے۔ اس کوشش سے اگر ایک بھی قادیانی اپنا باطل مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرلیتا ہے تو یہ آپ کے لیے زبردست زادِ آخرت کا سامان ہوگا۔ اپنی نوعیت کی منفرد کتاب تحریر کرنے پر محترم متین خالد صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ (تبصرہ: میم الف میم)

زبان میری ہے بات اُن کی

ساغر اقبالی

★ ارباب غلام رحیم کو پڑنے والا جوتا، ۵۰ لاکھ میں خریدنے کی پیشکش (ایک خبر)

مجھ سے وہ جوتا ہی بہتر ہے کہ جو لاکھوں میں ہے

★ قومی اسمبلی میں اب نقاب پوش خواتین ارکان نظر نہیں آتیں۔ سفید داڑھیاں بھی کم ہیں۔ (بی بی سی)

ساٹھ سال بعد بھی پاکستان برٹش براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کی حکمرانی ہے۔

★ ڈاکٹر عبدالقدیر کو رہا کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔ (آصف زرداری)

ججوں کو بحال کرنے کی پوزیشن میں ہیں؟

★ لاہور میں شیر افگن کا گھیراؤ، تشدد، جوتے اور تھپڑ مارے گئے۔ (ایک خبر)

آج جو کچھ بوئے گا، کاٹے گا کل۔

★ صدر پرویز نے ۲۵ غیر ملکی دورے کیے۔ برطانیہ میں ہوٹل کا چار روز کا کرایہ ۸۰ لاکھ روپے ادا کیا گیا۔ (ایک خبر)

خودکشی کرتے ہوئے غریب عوام کا غریب صدر!

★ جوتا مجھے نہیں، جمہوریت کو مارا گیا۔ (ارباب غلام رحیم)

ارباب یاد رکھیں، تلوار کا گھاؤ بھر جاتا ہے، زبان کا نہیں۔ (بی بی سی)

★ پہلی بار ایٹم بم بنا کر، دوسری بار ایٹمی راز دینے کا الزام اپنے سر لے کر پاکستان کو بچایا۔ فردِ واحد کی سزا بھگت رہا ہوں۔ (ڈاکٹر قدیر)

میں نے جس شاخ کو پھولوں سے سجایا عارف
میرے سینے میں اُسی شاخ کا کانٹا اترا

★ پاکستان میں طالبان کا قانون نہیں چلے گا۔ (وزیر اطلاعات شیری رحمان)

اسلام کے قانون کے بارے میں کیا خیال ہے؟

★ لوڈ شیڈنگ جو قوم کے لیے قیامت سے کم نہیں، بلاول ہاؤس میں بھی ہوا کرے گی۔ (آصف زرداری)

وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے۔ (قرآن مجید)

★ جیالے کے ہاتھوں پٹنے کے بعد ڈاکٹر ارباب رحیم کی چودھری شجاعت سے ملاقات۔ (ایک خبر)

حالانکہ انھیں ڈاکٹر شیر افگن سے ملاقات کر کے کہنا چاہیے تھا کہ:

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں　　تو ہائے گل پکار میں پکاروں ہائے دل

ادارہ　　مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

اخبار الاحرار

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس

ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مرکزی امیر، عبداللطیف خالد چیمہ ناظم اعلیٰ اور قاری محمد یوسف احرار کو ناظم نشریات منتخب کر دیا گیا

لاہور (۷/اپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ نے آئندہ دو سال کے لیے سید عطاء المہیمن بخاری کو مرکزی امیر، عبداللطیف خالد چیمہ کو ناظم اعلیٰ اور قاری محمد یوسف احرار کو ناظم نشریات منتخب کیا گیا ہے۔ مجلس شوریٰ کا اجلاس دفتر احرار نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں ملک سے مرکزی مجلس شوریٰ کے اراکین شریک ہوئے۔ تنظیمی مسائل پر غور وفکر کے ساتھ ساتھ مجلس کا آئندہ لائحہ عمل بھی طے پا گیا۔ امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سابق حکمرانوں نے ملک کو امریکہ کا غلام بنا دیا۔ موجودہ حکمران اتحادی جماعتیں اقتدار کے لیے تو قومی مفاہمت پالیسی پر گامزن ہیں جب کہ ملک کو امریکی غلامی سے نکالنے کے لیے بھی قومی مفاہمت کی ضرورت ہے۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی یہودیوں کے ایجنٹ ہیں اور آج کل ایوانِ صدر ان کی سازشوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ نو منتخب مرکزی ناظم اعلیٰ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ سابق حکمرانوں کی خارجہ پالیسی نے ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ موجودہ حکومت اس پر نظر ثانی کرے، ملکی سلامتی وخود مختاری کا تحفظ اور عدلیہ کو بحال کرے اور آئین کی بالادستی کو یقینی بنائے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ملک بھر میں ورکرز کنونشن منعقد کیے جائیں گے۔ جب کہ سال کے اختتام پر اجتماعِ عام منعقد ہوگا نیز مختلف شہروں میں حالاتِ حاضرہ اور قومی مسائل پر ورکشاپس، سیمینارز اور کانفرنسیں ہوں گی۔ اجلاس میں ممتاز عالم دین صوفی عبدالحمید سواتی اور سید نفیس الحسینی شاہ کے انتقال پر اظہارِ تعزیت کیا گیا اور اجلاس میں مرکزی نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد، قاری ظہور رحیم عثمانی، حاجی غلام رسول نیازی، مرکزی نائب ناظمین سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ، میاں محمد اویس، مرکزی نائب ناظمین نشریات محمد یاسر عبدالقیوم اور حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر کے علاوہ دیگر تمام عہدیداران اور اراکین شوریٰ نے شرکت کی۔ جب کہ نوجوانوں سمیت دس افراد بطور مبصر شریک ہوئے۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے ملک میں بڑھتی ہوئی انارکی کی حد تک سیاسی محاذ آرائی کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی اور کہا گیا کہ جب تک ہم ملک کے قیام کے مقصد کی طرف نہیں بڑھیں گے امن قائم نہیں ہوسکتا۔ ایک دوسری قرارداد میں پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) سمیت تمام متعدد قوتوں اور سیاسی رہنماؤں سے کہا گیا کہ وہ اپنی پالیسیاں اور ترجیحات طے کرتے وقت اس بات کو ملحوظ رکھیں کہ ۱۸/فروری کے انتخابات میں عوام نے پرویزی پالیسیوں اور (ق) لیگ کی ٹیم کو مسترد کر دیا ہے۔ اگر اُن کی پالیسیوں کو جاری رکھا گیا اور قومی امنگوں اور رائے عامہ کا لحاظ نہ رکھا گیا تو حالات پہلے سے بھی زیادہ مسدود ہوجائیں گے۔ اجلاس میں ممتاز ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور دیگر سائنسدانوں کی نظر بندی ختم کرنے کا مطالبہ کیا گیا اور کہا گیا کہ اُن سے قومی مفادات اور ملکی سلامتی کے برعکس بیانات لے کر قوم کے سامنے

رسوا کیا اور مطلع صاف ہونے کے آثار پیدا ہوتے ہی ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے حقیقتِ حال بیان کردی ہے، جس میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوگیا ہے۔ اجلاس میں قادیانیوں کی خلافِ اسلام وخلافِ آئین بڑھتی ہوئی اشتعال انگیز کارروائیوں پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ اسرائیل کی طرز پر چناب نگر (ربوہ) کے اردگرد مہنگے داموں وسیع رقبے خرید کر علاقہ میں مسلمانوں کا عرصۂ حیات تنگ کیا جارہا ہے۔ متعلقہ اداروں کو قادیانیت نوازی کی بجائے اس صورت حال کا فوری نوٹس لینا چاہیے۔

پرویزی حکومت میں قادیانیوں کو پرموٹ کیا گیا، نئی حکومت قادیانی سازشوں سے بچے۔ (عبداللطیف خالد چیمہ)

میاں چنوں (۴/اپریل) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ نئی حکومت کو اپنی ترجیحات میں دستور اور پاکستان کی بنیاد اسلام اور مسئلہ ختم نبوت کو شامل کرنا چاہیے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا تھا اور ساٹھ سال میں اسلام سے انحراف بلکہ غداری کی گئی۔ وہ مدرسہ رحمانیہ سراجیہ میاں چنوں میں شہداء ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی یاد میں حافظ عبدالحق عابد کی نگرانی میں منعقدہ اجتماع سے خطاب کررہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ شہداء ختم نبوت نے ۱۹۵۳ء میں اپنا خون دے کر پاکستان پر قادیانی اقتدار کے خواب کو چکنا چور کرکے رکھ دیا اور پاکستان قادیانی سٹیٹ بننے سے بچ گیا۔ انھوں نے کہا کہ یہ شہداء ختم نبوت کے مقدس خون کا صدقہ ہے کہ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو اسمبلی کے فلور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ انھوں نے کہا کہ پاکستان کے سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اپنی آخری اسیری کے دوران کہا تھا کہ ''قادیانی پاکستان میں وہی حیثیت حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے۔ انھوں نے کہا کہ پرویزی حکومت میں قادیانی فتنے کو پرموٹ کیا گیا۔ ڈاکٹر مبشر احمد اور بریگیڈیئر نیاز جوسکہ بند قادیانی ہیں نئے سیاسی سیٹ اپ میں خطرناک سازشوں میں مصروف ہیں۔ نئے حکمرانوں اور سیاسی رہنماؤں کو قادیانی سازشوں اور چالوں کا حقیقی ادراک کرکے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ شہداء لال مسجد کا خون ضرور رنگ لائے گا اور قاتل اور حقیقی قاتل اپنے انجامِ بد کو پہنچیں گے۔ انھوں نے نوجوانوں پر زور دیا کہ وہ تعلیم وتربیت اور میڈیا کے حوالے سے اپنا کردار ادا کریں اور تحفظ ختم نبوت کے محاذ کو سنبھالیں۔

حضرت صوفی عبدالحمید سواتیؒ ایک عہد اور تاریخ کا روشن باب تھے۔ (قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری)

لاہور (۷/اپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، پروفیسر خالد شبیر احمد اور سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ مفسرِ قرآن کریم حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی پورے ایک عہد کا نام ہے۔ اُن کے انتقال سے تاریخ کا ایک باب ختم ہوگیا۔ یہ بات انھوں نے گوجرانوالہ میں مولانا زاہد الراشدی، مولانا حاجی محمد فیاض سواتی اور مولانا محمد ریاض سواتی سے حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی کی تعزیت کے موقع پر گفتگو کرتے ہوئے کہی۔ قبل ازیں مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم اعلیٰ عبداللطیف خالد چیمہ نے بھی مولانا زاہد الراشدی اور مولانا صوفی عبدالحمید سواتی مرحوم کے فرزندان سے ملاقات کرکے تعزیت کا اظہار کیا اور حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی کی دینی وتدریسی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر، قاری محمد قاسم اور ڈاکٹر شاہد کاشمیری بھی اُن کے ہمراہ تھے۔

قادیانیوں کے بارے میں برطانوی رپورٹ مسترد کرتے ہیں۔ (قاری محمد یوسف احرار)

لاہور (۱۱/اپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان نے برطانوی دفتر خارجہ کی اس رپورٹ کو مسترد کردیا ہے کہ ''پاکستان

اور سعودی عرب میں قادیانی برادری پر تشدد اور زیادتیاں ہورہی ہیں۔'' مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات قاری محمد یوسف احرار نے کہا ہے کہ قادیانی جماعت کو پاکستان میں تمام شہری حقوق حاصل ہیں۔ الٹا قادیانی اپنے کفر کو اسلام کا ٹائٹل دے کر مسلمانوں کے حقوق کا استحصال کر رہے ہیں۔ قادیانیوں کا انفرادی و اجتماعی رویہ آئین اور قانون سے بغاوت پر مبنی ہے۔ ملکی اور بین الاقوامی انسانی حقوق کی تنظیموں کو صورتحال کا غیر جانبدارانہ جائزہ لے کر رپورٹس تیار کرنی چاہیے اور محض پراپیگنڈے سے متاثر ہو کر یک طرفہ رائے قائم کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے۔

توہینِ قرآن کے مرتکب امریکی شیطان جنرل ہڈ کو پاکستان سے نکالا جائے۔ (عبداللطیف خالد چیمہ)

لاہور (۱۱ راپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے ایک پریس کانفرنس میں امریکہ کی طرف سے پاکستان میں میجر جنرل جے ڈبلیو ہڈ کو پاکستان میں دفاعی نمائندے کے آفس کا چیف بنائے جانے کی سخت الفاظ میں مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ میجر جنرل ڈبلیو ہڈ کو پاکستان میں دفاعی نمائندے کے آفس کا چیف بنانا پاکستانی مسلمانوں کو اور زیادہ اشتعال دلوانے کے مترادف ہوگا۔ کیوں کہ جنرل ہڈ وہ ہے جس نے بدنام زمانہ جیل گوانتاناموبے میں مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن مجید کو فتنوں کی کتاب کہہ کر قرآن پاک کو باتھ روم میں بہا دیا تھا۔ (نعوذ باللہ)۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے نئی اتحادی حکومت سے مطالبہ کیا کہ پاکستان میں امریکن سفیر جنرل ہڈ کو پاکستان سے جلد از جلد نکالا جائے اور ساتھ ساتھ ڈنمارک اور ہالینڈ کے سفیروں کو بھی نکال کر اُن کے ساتھ سفارتی تعلقات ختم کیے جائیں۔

ختم نبوت کانفرنس قصور:

قصور۔ ۱۱ راپریل (رپورٹ: محمد الیاس قصوری) گاؤں کھر پڑ ہٹھاڑ (قصور) میں مجلس احرار اسلام قصور اور مجلس الدعوۃ الحق پاکستان کے زیر اہتمام قبل از نمازِ جمعہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نبی اللہ کا خاص اور برگزیدہ بندہ ہوتا ہے۔ جتنے بھی انبیاء دنیا میں تشریف لائے کسی نبی نے بھی کسی انسان کی شاگردی نہیں کی بلکہ اللہ نے براہِ راست انبیاء کو تعلیم دی ہے۔ جب کہ مرزا قادیانی نے سکول میں تعلیم حاصل کی اور نویں جماعت میں فیل ہو گیا۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب اور ملعون ہوگا اور اس کے پیروکار دائرۂ اسلام سے خارج ہوں گے۔

بعد نماز مغرب دفتر مجلس احرار اسلام دارِ ابی سفیان میں احرار کارکنوں اور مقامی رہنماؤں سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ ہمارے اکابر نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ مسئلہ ختم نبوت ہمارے ایمان کا جزو ہے۔ ہم دین کے تمام شعبوں میں قربانیاں دینے والوں کو سلام پیش کرتے ہیں۔

بعد نماز عشاء مبارک مسجد اندرون چوک شہیداں کوٹ مراد خاں قصور میں دوسری نشست سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ انسان کی فلاح و بہبود انسانی نظام میں نہیں بلکہ الٰہی نظام میں مضمر ہے۔ انسانی عقل انسان کو کیا نظامِ حیات دے سکتی ہے جب کہ انسانی عقل بذاتِ خود ایک ناقص چیز ہے۔ اسے استعمال کرنے کے لیے نبوی زندگی سے رہنمائی ضروری ہے۔

کانفرنس میں صدر مجلس احرار اسلام قصور مولانا محمد سفیان قصوری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ امت کو عقیدۂ ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والوں کا تعاقب کرنا ہے۔ دشمن تعلیم و تحقیق

کے نام پر ہماری نوجوان نسل کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ ہم دشمن کے ہر حربے کو ناکام و ناکارہ کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کریں گے۔ کانفرنس سے پہلے گنڈا سنگھ والا روڈ پر قصور سے کھر پیڑ گاؤں تک ۱۴ کلومیٹر لمبا قافلہ تھا جس میں استقبال کے لیے پرچمِ احرار لہرا رہے تھے۔ کانفرنس اپنے علاقے کی مثالی کانفرنس تھی۔ سیکورٹی کا انتظام احرار رضا کاروں کے ذمہ تھا۔ کانفرنس قادیانی علاقہ میں منعقد ہوئی تھی۔

کانفرنس کی جھلکیاں

☆ قائدِ احرار کا استقبال قصور شہر سے کھر پیڑ تک موٹر سائیکلوں کی ریلی کی صورت میں کیا گیا۔ لوگوں نے اپنے ہاتھوں میں احرار کے پرچم اٹھا رکھے تھے۔ یہ ریلی ۱۴ کلومیٹر لمبی تھی۔

☆ کانفرنس کی کارروائی براہِ راست موبائل فون کے ذریعے لوگوں نے گھروں میں بھی سنی۔

☆ سرخ پوشانِ احرار نے کانفرنس اور اسٹیج کا نظم سنبھال رکھا تھا۔

☆ کانفرنس میں مہمانانِ گرامی اور منتظمین کے سینوں پر مختلف خوبصورت بیج لگائے گئے تھے جن پر صدر کانفرنس، قائدِ احرار، اسٹیج سیکرٹری، منتظم، مہمانِ خصوصی، احرار رضا کار وغیرہ درج تھا۔

سیاسی بحران بڑھتا نظر آرہا ہے، ملک کو خون میں نہلانے کی سازشیں ہو رہی ہیں۔ (سید عطاء المہیمن بخاری)

چیچہ وطنی (۱۳/اپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ موجودہ سیاسی بحران کم ہونے کی بجائے بڑھتا ہوا نظر آتا ہے اور یوں لگ رہا ہے کہ ''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ لگانے والوں کو دراصل ''سب سے پہلے مفادات'' زیادہ عزیز ہوکر رہ گئے ہیں اور انھیں اپنے اقتدار سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں بلکہ وہ اپنے اقتدار کی طوالت کے لیے ملکی سلامتی کو بھی داؤ پر لگانے کی پالیسی پر گامزن ہیں۔ انھوں نے کہا کہ کراچی میں جو خون کی ہولی کھیلی گئی ہے، اس پر پردہ ڈالنے والی قوتیں ملک کو خون میں نہلانے کی سازشیں کر رہی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے حوالے سے توہین آمیز خاکوں کے مسئلہ پر مسلم حکمرانوں کو مضبوط اور یکساں مؤقف اپنانے کی ضرورت ہے۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی اور قادیانی نواز لابی ملک کو عدم استحکام کی طرف جانے کے لیے سازشیں کر رہی ہیں۔ ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی نظر بندی اور عدم رہائی کے پیچھے بھی یہودی و قادیانی لابی اپنا کردار ادا کر رہی ہیں۔ ایسے میں دینی قوتوں کو آئین و قانون کی بالادستی اور ججوں کی بحالی کے لیے جدوجہد کو آگے بڑھانے کے لیے کردار ادا کرنا چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ اصل مسئلہ لاپتہ افراد کی بازیابی اور عدلیہ کی بحالی کا ہے۔ مجلس احرارِ اسلام اِن مسائل پر وکلاء کی جدوجہد کی تائید و حمایت جاری رکھے گی۔

ختم نبوت کانفرنس ناگڑیاں (گجرات):

ناگڑیاں۔ ۱۴/اپریل (رپورٹ: حافظ وحید خالد) مجلس احرار اسلام ناگڑیاں (گجرات) کے زیر اہتمام چھٹی سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا محمد مغیرہ اور قاری محمد عبیداللہ نے خطاب کیا۔ کانفرنس کا آغاز قاری غلام فرید کی تلاوت سے ہوا۔ ملک کے نامور نعت خواں قاری غلام یٰسین (لاہور) اور حافظ ابوبکر مدنی (گوجرانوالہ) نے شانِ رسالت پر نعتیں اور شانِ صحابہؓ پر نظمیں پڑھیں۔ مجلس احرار اسلام کے نائب ناظم مولانا

محمد مغیرہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کا نبوت کا دعویٰ کرنا سراسر کفر اور جہالت ہے۔ اسلام سے سچا اور کوئی مذہب نہیں ہوسکتا۔ جس نے بھی ہدایت حاصل کرنی ہے اس کو اسلام قبول کرکے ختم نبوت پر ایمان لانا ہوگا۔ اتحادِ اہل سنت کے رہنما مولانا محمد الیاس گھمن نے کہا کہ کائنات کی سب سے عظیم ہستی نبی کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو مرتبہ بھی وہ دیتے ہیں جس کا ثانی نہیں ہوتا اور اللہ اپنے نبی کو حسن و جمال بھی وہ دیتے ہیں جس کی مثال نہیں ملتی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کے علاوہ سب کا نبی ہوں اور آخری نبی ہوں۔ میرے بعد نبوت کا سلسلہ بند ہے۔ مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔ ان کو مٹانے والے خود مٹ جائیں گے۔ انھوں نے کہا کہ نجات صرف سنتِ نبوی کو اپنانے میں ہے۔ کفار کی سازش ہے کہ لوگوں کو علماء، مساجد اور مدارس سے دور رکھا جائے۔ تقریباً ایک سو کے قریب لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا وہ سب جہنم واصل ہوئے۔ انھوں نے کہا کہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے دلوں سے روح محمدی نہیں نکال سکتے۔ مسلمان کمزور ضرور ہے لیکن ناموسِ رسالت پر مرمٹنا جانتا ہے۔

کانفرنس کی صدارت مولانا قاری عبیداللہ (ابن قاری محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ) نے کی جبکہ نگرانی سید محمد یونس بخاری اور حافظ محمد ضیاء اللہ ہاشمی نے کی۔ کانفرنس میں مولانا قاری احسان اللہ فاروقی، مولانا طیب حیدری، مولانا عمر فاروق، قاری عابد قریشی، قاری غلام شبیر شاہد کے علاوہ علاقہ کے دیگر ممتاز علماء کرام اور مجلس احرار اسلام کے کارکنوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ کانفرنس کے پنڈال میں بڑے خوبصورت بینرز لگائے گئے تھے جن پر ایمان افروز نعرے اور حضرت امیر شریعتؒ کے ملفوظات درج تھے۔ ۱۵/اپریل کو سید محمد کفیل بخاری سے مجلس احرار اسلام سے متعلق سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ جس میں گجرات کے کارکنوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

قادیانی پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانے کے یہودی ایجنڈے کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ (سید محمد کفیل بخاری)

ملتان (۱۶/اپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ مسلم اُمہ توہین رسالت کرنے والے بدمعاشوں کے خلاف متحد ہوجائے تو انھیں آئندہ گستاخی کی جرأت نہیں ہوگی۔ رواداری، اخلاقیات اور انسانیت کا دعوے دار یورپ خود اِن قدروں کو پامال کررہا ہے۔ مسلم ممالک توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والے ممالک کا معاشی و اقتصادی بائیکاٹ کریں اور ان کے معافی مانگنے تک سفارتی تعلقات ختم کردیں۔ وہ دارِ بنی ہاشم میں تحفظ ناموسِ رسالت کانفرنس کے بڑے اجتماع سے خطاب کررہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت، اسوۂ حسنہ اور مقام و مرتبہ کی حفاظت کا ذمہ خود اٹھایا ہے لیکن مسلمانوں کی نجات تب ہوگی جب وہ آپ کی ختم نبوت پر ایمان لاکر، آپ کے مقام و مرتبے کو تسلیم کرکے آپ کی سنت اور اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہوں گے۔ انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ کے دشمنوں اور گستاخوں سے نفرت ایمان کی بنیاد ہے۔ انھوں نے موجودہ حکومت سے کہا کہ وہ ڈینش حکومت سے گستاخ ملعونوں کی گرفتاری کا مطالبہ کرے۔ حکمران، عقیدۂ ختم نبوت اور ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لیے عملی اور آئینی اقدامات کریں۔ انھوں نے کہا کہ ۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت حلف اٹھانے والی اسمبلی آئینی اداروں کو نہ صرف بحال کرے بلکہ انھیں تحفظ بھی فراہم کرے۔ انھوں نے کہا کہ امریکہ ہمارے آئین کی اسلامی شقوں کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ قانونِ امتناعِ قادیانیت، قانونِ توہینِ رسالت اور دیگر اسلامی دفعات کو سابقہ حکومتوں نے عملاً غیر مؤثر کردیا تھا؛ موجودہ

حکومت اُن پر مؤثر عمل درآمد کرائے۔ انھوں نے کہا کہ حصولِ اقتدار کے لیے ''قومی مفاہمت'' کو فروغ دیا گیا۔ امریکی غلامی کی زنجیروں کو توڑنے اور اسلام نافذ کرنے کے لیے بھی قومی مفاہمت اختیار کی جائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل ایک آئینی ادارہ ہے۔ سابقہ حکمرانوں نے اُسے معطل کر کے کام نہیں کرنے دیا۔ موجودہ حکومت اس ادارے کو بحال کر کے اس کی سفارشات کو آئینی شکل دے۔ انھوں نے خبردار کیا کہ قادیانی پاکستان کو ایک سیکولر سٹیٹ بنا کر یہودی ایجنڈے کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہمیں سیکولر نہیں ''اسلامی پاکستان'' چاہیے۔ آئین میں پاکستان کا اسلامی تشخص طے ہے؛ اس کو بدلنے کی ہر کوشش ناکام بنادی جائے گی۔ انھوں نے کہا کہ امریکہ دنیا کا سب سے بڑا ظالم اور دہشت گرد ہے، وہ ہمارے ملک کا امن تباہ کر کے اور قتل وغارت گری کرا کے یہاں اپنا قبضہ مکمل کرنا چاہتا ہے۔ عوامی حکومت، عوام کے عقائد واحساسات اور آئین کا احترام کرتے ہوئے امریکی سازشوں کے سامنے ڈٹ جائے۔ سابقہ حکومت کی خارجہ پالیسیوں پر نظر ثانی کی جائے۔ افغانستان سے تعلقات بہتر بنائے جائیں۔ افغان عوام کل بھی پاکستان کے سپاہی تھے اور آج بھی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ قرآن وسنت کا نظام نافذ کر کے ہم امن اور ہدایت دونوں نعمتیں حاصل کر سکتے ہیں۔

امتِ مسلمہ کی عزت وآبرو ختم نبوت کے تحفظ سے وابستہ ہے

قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری، سید محمد کفیل بخاری اور مولانا محمد مغیرہ کا ختم نبوت کانفرنس سے خطاب

کلورکوٹ (۱۶؍اپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور تبلیغ سے نہیں روک سکتی۔ دین کی تبلیغ وتعلیم ہمارا شہری، آئینی اور قانونی حق ہے، جس سے ہم ہرگز دستبردار نہیں ہوں گے۔ امتِ مسلمہ کی عزت وآبرو ختم نبوت کے تحفظ سے وابستہ ہے۔ وہ مجلس احرار اسلام کلورکوٹ کے زیر اہتمام مدرسہ نورِ ہدایت میں سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ کانفرنس سے مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری اور مرکزی نائب ناظم مولانا محمد مغیرہ نے بھی خطاب کیا۔ جب کہ مرکزی نائب ناظم میاں محمد اویس کانفرنس میں شرکت کے لیے خصوصی طور پر لاہور سے تشریف لائے۔ قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ اور میاں محمد اویس نے خانقاہ سراجیہ میں بھی حاضری دی اور حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم سے ملاقات کر کے اُن سے دعائیں لیں۔ مجلس احرار اسلام کلورکوٹ کے صدر حافظ محمد سالم اور دیگر احرار کارکنوں کی محنت نے کانفرنس کو کامیاب بنایا اور کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔

صدر پرویز نے ذاتی اقتدار کے لیے ملکی سلامتی کو داؤ پر لگا دیا۔ (سید عطاء المہیمن بخاری)

قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ اور دیگر کا ختم نبوت کانفرنس بورے والا سے خطاب

بورے والا (۱۸؍اپریل) تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے دس ہزار شہداء ختم نبوت کی یاد میں مجلس احرار اسلام بورے والا کے زیر اہتمام مدرسہ ختم نبوت گرین ٹاؤن میں منعقدہ ''ختم نبوت کانفرنس'' کے مقررین نے کہا کہ شہداء ختم نبوت کی قربانیاں ملک کو قادیانی سٹیٹ بننے سے بچانے کے لیے اور قیامِ ملک کے اصل مقصد نفاذِ اسلام کے لیے تھیں جب کہ اس وقت کی فرعونی قیادت نے ریاستی قوت کے ذریعے فرزندانِ توحید کے سینے گولیوں سے چھلنی کرنے کے لیے استعمال کر کے دہشت گردی اور ظلم وسفاکی کی انتہا کر دی اور لاہور میں مارشل لاء لگوایا۔ کانفرنس سے مجلس احرارِ اسلام کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن

بخاری، مرکزی جمعیت اہل حدیث کے مرکزی رہنما مولانا عبداللہ گورداس پوری، مجلس احرار اسلام کے ناظم اعلیٰ عبداللطیف خالد، مولانا محمود احمد قادری، مولانا عبدالنعیم نعمانی، حافظ عبدالباسط، زاہد حسن معاویہ اور دیگر نے خطاب کیا۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ موجودہ سیاسی افراتفری دراصل پرویزی حکومت کی پیدا کردہ ہے۔ صدر پرویز نے ملکی سلامتی تک کو اپنے اقتدار کی بھینٹ چڑھایا ہوا ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہ ملک بڑی قربانیوں کے بعد اسلام کے نفاذ کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا مگر ساٹھ برسوں میں اسلام کے خلاف اقدامات کیے گئے اور دین دشمن تحریک کو پنپنے کے مواقع فراہم کیے گئے۔ انھوں نے کہا کہ ایوانِ صدر ملک وملت کے خلاف سازشوں کا مرکز بنا ہوا ہے جب کہ عام انتخابات میں عوام نے پرویزی افکار کو بالکل مسترد کر دیا ہے۔

قادیانی، اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں

قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری کا ختم نبوت کانفرنس میلسی سے خطاب

میلسی (۲۰؍اپریل) مجلس احرارِ اسلام میلسی ضلع وہاڑی کے زیر اہتمام جامع مسجد ابوبکر صدیق میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ احرار اور تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد لازم وملزوم ہیں۔ احرار پوری دنیا میں قادیانیوں کا تعاقب کر رہے ہیں۔ قادیانیوں نے ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی سازشیں کیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ پر اُن کو ذلیل ورسوا کیا۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں اور ہم ایسے غداروں کو کبھی معاف نہیں کریں گے۔ کانفرنس سے مولانا محمد فواد، مولانا محمد اکمل اور حافظ محمد یعقوب نے بھی خطاب کیا۔ جب کہ حافظ محمد اکرم احرار نے ہدیۂ نعت پیش کیا۔

علامہ اقبالؒ نے مغربی فکر وفلسفہ کے مقابلے میں اسلامی ثقافت کے احیاء وبقاء کے لیے جدوجہد کی

(شبانِ احرار اسلام چیچہ وطنی)

چیچہ وطنی (۲۱؍اپریل) شبانِ احرار اسلام چیچہ وطنی کے زیر اہتمام مصورِ پاکستان شاعر مشرق علامہ محمد اقبال (مرحوم) کے یومِ وفات کے موقع پر ایک خصوصی نشست سید میر رمیز احمد کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ جس میں علامہ اقبال مرحوم کی شاندار خدمات کو سراہا گیا۔ مقررین نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور مرزائیت کے فتنے کے سدِ باب کے لیے علامہ محمد اقبال مرحوم کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اجلاس میں حافظ محمد مغیرہ، محمد نعمان چیمہ، شاہد حمید، محمد قاسم چیمہ، بھائی محمد رمضان اور دیگر نے شرکت کی۔ اجلاس میں علامہ محمد اقبال مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لیے اجتماعی دعائے مغفرت بھی کی گئی۔ اس موقع پر حاجی عیش محمد رضوان اور حافظ حبیب اللہ رشیدی نے شبانِ احرار کے نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں ہمیشہ علامہ محمد اقبال کی خدمات کو سراہتے رہنا چاہیے اور اُن کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ملک وقوم کی خدمت کرنی چاہیے۔ اجلاس میں شبانِ احرار چیچہ وطنی کے صدر محمد قاسم چیمہ اور حافظ محمد مغیرہ نے کہا کہ مغربی فکر وفلسفہ کے مقابلے میں اسلامی ثقافت کے احیاء وبقاء کے لیے علامہ محمد اقبال مرحوم نے جو کردار ادا کیا، برصغیر میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

امریکی ومغربی میڈیا مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے کے لیے یک طرفہ دہشت گردی کا مرتکب ہو رہا ہے: عبداللطیف خالد چیمہ

چیچہ وطنی (۲۱؍اپریل) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ

آسمانی تعلیمات اور اسلامی قوانین کے سامنے ڈیموکریسی سمیت تمام نظام ہائے زندگی ناقص و ہیچ ہیں جو انسان کا استحصال کرتے ہیں اور ترقی و روشن خیال کے نام پر گمراہی کے راستے فراہم کرتے ہیں۔ مجلس احرارِ اسلام اپنے یومِ تاسیس سے اب تک بہت سے نشیب و فراز کے باوجود حکومتِ الٰہیہ کے عملی نفاذ اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے سرگرمِ عمل ہے۔ وہ مجلس احرارِ اسلام کے مقامی رہنما محمد ارشد چوہان کی طرف سے اپنے اعزاز میں دیئے گئے عشائیہ سے خطاب کر رہے تھے، جس کی صدارت مدرسہ عزیز العلوم کے مہتمم پیر جی عبدالجلیل نے کی۔ مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر اور حافظ محمد طلحہ ارشد نے بھی خطاب کیا۔ جب کہ مجلس احرارِ اسلام، تحریک ختم نبوت اور شبانِ احرار اسلام کے مقامی رہنماؤں اور کارکنوں کے علاوہ شہر بھر سے سرکردہ علماء کرام اور ممتاز شخصیات کی ایک بڑی تعداد نے بھی شرکت کی۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ عالمی صورتحال نے لڑائی کے مورچے تبدیل کر کے رکھ دیئے ہیں اور ہمیں تعلیم و تربیت اور میڈیا کے محاذ پر صف بندی کرنی چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ مجلس احرارِ اسلام قرآن و سنت اور اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں امت کے اجماعی عقائد کے تحفظ کی داعی اور علمبردار ہے اور اہل حق کی پیروی میں نامساعد حالات کے باوجود استعمار اور اس کے حاشیہ برداروں کے خلاف پرامن طور پر رائے عامہ کو بیدار اور منظّم کرنے پر یقین رکھتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ اسلام امن کا داعی ہے لیکن امریکی و مغربی میڈیا اور مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے کے لیے یک طرفہ دہشت گردی کا مرتکب ہو رہا ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توہین آمیز خاکے دوبارہ شائع کرنے کا مقصد بھی دنیا میں بدامنی اور دہشت گردی کو فروغ دینے کے مترادف ہے۔ انھوں نے کہا کہ انکارِ ختم نبوت اور انکارِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مبنی فتنوں کے پیچھے یہودی دماغ اور یہودی پیسہ کام کر رہا ہے۔ انھوں نے قدیم و جدید فتنوں کی تباہ کاریوں سے امت کو محفوظ رکھنے کے لیے عملی اقدامات کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

علاوہ ازیں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے انھوں نے جکارتہ (انڈونیشیا) میں قادیانی گروہ کی بڑھتی ہوئی اسلام مخالف اور ارتدادی سرگرمیوں پر گہری تشویش کا اظہار کیا اور کہا انڈونیشیا کی مذہبی جماعتیں قادیانیوں پر پابندی کا جو مطالبہ کر رہی ہیں، مجلس احرار اسلام اس مطالبے کی تائید و حمایت کا اعلان کرتی ہیں۔ کیوں کہ قادیانی اپنے کفر و ارتداد کو اسلام کے نام پر متعارف کرواتے ہیں اور دنیا کو دھوکہ دیتے ہیں۔ پسماندہ اور غریب ممالک اور علاقوں میں لوگوں کی غربت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انھیں مرتد بنایا جا رہا ہے۔ انھوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ قادیانی جماعت حالیہ برس پوری دنیا میں جشن خلافت صد سالہ منا رہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ۲۶ مئی ۲۰۰۸ء کو مرزا قادیانی کو آنجہانی ہوئے ایک صدی ہو جائے گی۔ اس سلسلہ میں مجلس احرار اسلام اور تحریک ختم نبوت کے حوالے سے دیگر جماعتیں مئی کے مہینے میں پوری دنیا میں سیمینارز، اجتماعات اور لٹریچر کے ذریعے دنیا کو قادیانی جشنِ صد سالہ خلافت کی حقیقت سے آگاہ کریں گی اور بتائیں گی کہ قادیانی گروہ اور مرزائی فتنے نے امت کو خلافت کے نام پر کیا دیا اور کیسے گمراہی ارتداد اور زندقہ کو پھیلایا۔

انھوں نے نئی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی کی قراردادِ اقلیت اور ۱۹۸۴ء کے امتناعِ قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد کی صورتِ حال کو یقینی بنائے اور ایم ٹی اے (MTA) کے نام سے قادیانی چینل کو بند کیا جائے۔ کیوں کہ قادیانی آئین میں اپنی متعینہ حیثیت کو ماننے کے لیے تیار نہیں۔ اور ایم ٹی اے (MTA) کے ذریعے اسلام کا استحصال اور مسلمانوں کے حقوق غصب کیے جا رہے ہیں۔

علاوہ ازیں مجلس احرار اسلام نے اسلام آباد میں انڈونیشیا کے سفارت کار کو فیکس ارسال کی ہے۔ جس کے ذریعے

انڈونیشیا کی حکومت سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر ان کی ریشہ دوانیوں کے سدِباب کے لیے مؤثر اقدامات کرے اور اس بابت انڈونیشیا کے مسلمانوں اور ایف یو آئی سمیت دینی جماعتوں کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے ان کے مطالبات تسلیم کرے۔

عدلیہ کو بحال کیا جائے۔(مجلس احرار اسلام کراچی)

کراچی۔۲۲؍اپریل (رپورٹ: ابومحمد عثمان احرار) پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کو پامال کرنے والے سابقہ حکمرانوں اور وزیروں کے علاوہ قومی مفاہمتی آرڈیننس سے مستفید ہونے والوں نے عدلیہ کی پرامن تحریک کو سبوتاژ کرنا شروع کر دیا ہے۔مجلس احرار اسلام کراچی کے رہنماؤں مولانا احتشام الحق احرار، مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی، مفتی فضل اللہ الحمادی، ابومحمد عثمان احرار نے کہا ہے کہ عدلیہ کی آزادی سے خائف سیاست دانوں اور سابقہ وزراء نے سازشوں کا آغاز کر دیا ہے اور سادہ لباس میں ملبوس عناصر نے اس تحریک کو پرتشدد بنا کر ناکام بنانے کی سازشیں شروع کر دی ہیں۔انھوں نے کہا کہ چیف جسٹس کی بحالی، کرپشن میں ملوث افراد، لال مسجد اور مدرسہ حفصہ کے اندوہناک سانحہ میں ملوث عناصر اور لاتعداد لوگوں کے لاپتہ ہونے میں ملوث عناصر کے علاوہ قومی مفاہمتی آرڈیننس کے ذریعے قومی دولت کو ہڑپ کرنے والوں نے عدلیہ کی آزادی کو ناکام بنانے کے لیے سرگرم عمل ہو کر اسلام اور پاکستان کے قومی مجرموں کے جرائم پر پردہ ڈالنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ وکلاء نے مفادات کو قربان کر کے تاریخ میں ایک روشن باب کا اضافہ کر دیا ہے کہ قومی سلامتی پر کسی قسم کی سودے بازی قبول نہیں ہے۔پیپلز پارٹی کی موجودہ حکومت سنجیدگی سے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے عدلیہ بحال کرے۔

قانون توہین رسالت، پُرامن ماحول کی ضمانت ہے۔(شفیع الرحمٰن احرار)

کراچی (رپورٹ: ابومحمد عثمان احرار) امریکہ اور یورپی ممالک مذہبی معاملات میں دوہرے معیار کے ذریعے دنیا کو خوفناک تصادم کی طرف لے جا رہے ہیں۔قانون توہین رسالت کے ذریعے اسلام نے تشدد اور بدامنی کو ختم کر کے علمی مکالمے کے ذریعے شعور و آگہی اور افہام و تفہیم کے ذریعے پرامن ماحول قائم کرنے کی دعوت دی ہے۔ ہر مسلمان حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام نبی اور رسول پر ایمان لانا ان کی عزت و توقیر اور احترام کرنا ضروری خیال کرتا ہے۔خود یورپ میں آج تک قانون عیسائیت نافذ العمل ہے، جس کی رو سے اللہ تعالیٰ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، روح القدس یا عقیدۂ تثلیث کے بارے میں توہین کرنا قابل سزا جرم ہے۔تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام کراچی کے رہنماؤں نے اجتماعاتِ جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا احتشام الحق احرار، مفتی فضل اللہ الحمادی، مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی، مفتی عطاء الرحمٰن قریشی، شفیع الرحمٰن احرار، مفتی جمال عتیق اور دیگر علماء نے کہا ہے کہ مسلم حکمرانوں اور مفاد پرست سیاست دانوں کے بزدلانہ طرزِ عمل نے صلیبی اور یہودی سامراج کو حوصلہ بخشا ہے۔نائن الیون کے بعد امریکی کمانڈ میں امتِ مسلمہ کا مذہبی، معاشی اور سیاسی استحصال کے ساتھ نسل کشی کا عمل جاری ہے۔

اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہو کر طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔(سید عطاء المہیمن بخاری)

قادر پور راں (۲۳؍اپریل) امتِ مسلمہ اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہو کر طاغوتی قوتوں کا مقابلہ کرے۔قرآن اور صاحبِ قرآن کے خلاف کفر کی سازشوں کا بھرپور مقابلہ کیا جائے گا اور انھیں ہر صورت ناکام بنایا جائے

گا۔ ہالینڈ، ڈنمارک اور یورپ نے اسلام دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا لیکن اس کے برعکس ہماری حکومت نے ان کی مصنوعات کا سرکاری سطح پر بائیکاٹ کرنے کی بجائے احتجاج کرنے والوں کو دبایا ہوا ہے۔ ان خیالات کا اظہار مجلس احراراسلام کے مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے جامع مسجد امیر معاویہؓ قادر پور راں میں ''سیرت النبی کانفرنس'' کے ایک عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انھوں نے کہا کہ مجلس احرار وطن عزیز میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کوشاں ہے۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ آج بھی امت مسلمہ اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کر کے مغرب کی طاغوتی طاقتوں سے اسلام دشمنی کا بدلہ لے سکتی ہے۔ مسلمانوں کو بنیاد پرستی کا طعنہ دینے والا مغرب خود انتہا پسند اور دہشت گرد ہے۔ نبی آخرالزماں اور قرآن پاک کی توہین کرنے والے ذلیل ورسوا ہوں گے۔ مسلم اُمّہ دشمنانِ اسلام کا مکمل سماجی اور معاشی بائیکاٹ کرے اور مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق اپنی زندگیوں میں تبدیلی لائیں۔

مُقنّنہ اور عدلیہ کے استحکام کے بغیر کوئی ملک ترقی نہیں کرسکتا۔ (سید محمد کفیل بخاری)

چوک ظاہر پیر (۲۳؍اپریل) عدلیہ کی بحالی ریاستی نظام کی بقا کی ضامن ہے۔ مُقنّنہ اور عدلیہ کے استحکام کے بغیر ملک ترقی نہیں کرسکتا۔ ان خیالات کا اظہار مجلس احراراسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے ضلع رحیم یار خان کے ایک روزہ دورے پر روزنامہ ''اسلام'' اور دیگر مقامی صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انھوں نے کہا کہ بڑی مشکل سے انتخابات ہوئے اور قوم نے ایک لادین آمر کے فیصلوں کو مسترد کر کے آئین اور قانون کی بالادستی کے حق میں فیصلہ دیا۔ منتخب نمائندے قومی فیصلے کا احترام کرتے ہوئے جبری معزول ججوں کو بحال کریں۔ انھوں نے کہا کہ نئی حکومت کے قیام کے باوجود ابھی تک سیاسی استحکام حاصل نہیں ہورہا۔ سیاسی جماعتوں نے جس طرح آئین کی بحالی کے لیے قومی مفاہمت کو فروغ دیا، اسی طرح ججوں کی بحالی پر بھی قومی مفاہمت اختیار کریں۔

حکومت مہنگائی کے جن کو بوتل میں بند کرے، پرویز غیرآئینی صدر ہیں، استعفیٰ دیں۔ (سید محمد کفیل بخاری)

رحیم یار خان (۲۳؍اپریل) مجلس احرارِ اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ حکومت مہنگائی کے جن کو بوتل میں بند کرے۔ آٹے کے بحران، بجلی کی لوڈشیڈنگ، گیس اور پٹرول کی قیمتوں میں بے پناہ اضافے نے عوام کی زندگی اجیرن کردی ہے۔ عوام کی اکثریت خطِ غربت سے نیچے زندگی بسر کررہی ہے۔ سید محمد کفیل بخاری ایک روزہ تنظیمی دورے پر رحیم یار خان پہنچنے کے بعد مسجد ختم نبوت میں احرار کارکنوں اور مقامی رہنماؤں سے خطاب کررہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ حکومت آٹے کی امدادی قیمت مقرر کر کے عوام کو ریلیف دے۔ سابق حکمرانوں نے استعمار کا گماشتہ بن کر اقتصادی ومعاشی شعبوں کو تباہ کردیا اور غلط خارجہ پالیسی نے بین الاقوامی سطح پر ملک کا وقار مجروح کیا۔ انھوں نے کہا کہ آئین کی بالادستی قانون کی حکمرانی اور عوام کو انصاف کی فراہمی موجودہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ انھوں نے کہا کہ صدر پرویز نوشتۂ دیوار پڑھ لیں۔ وہ غیرآئینی طریقے سے اقتدار پر قابض ہوئے اور اب غیرآئینی طور پر صدارت پر براجمان ہیں۔ عوام نے انھیں مسترد کردیا ہے۔ صدر باعزت طریقے سے استعفیٰ دے دیں۔ زوال اُن کے تعاقب میں ہے اور اب امریکہ بھی اُن کی صدارت نہیں بچاسکتا۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ لال مسجد میں معصوم بیٹیوں کو قتل کرنے والوں پر مقدمہ درج کیا جائے۔ مولانا عبدالعزیز اور دیگر علماء کو رہا کیا جائے اور جامعہ حفصہ وجامعہ فریدیہ کو بحال کیا جائے۔ انھوں نے کہا کہ بے گناہ معصوم طالبات

اور طلباء کے قاتل اللہ کی پکڑ میں آنے والے ہیں۔ بے گناہوں کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔

اس موقع پر مجلس احرار اسلام کے مقامی رہنما صوفی محمد اسحاق، ابومعاویہ محمد فقیر اللہ رحمانی، حافظ عبدالرحیم نیاز، خورشید احمد، مولوی کریم اللہ اور محمد یعقوب بھی موجود تھے۔

جج بحال نہ ہوئے تو ملک میں انارکی پھیل جائے گی۔ (سید محمد کفیل بخاری)

خان پور (۲۳/اپریل) مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ پاکستان کے نظریاتی تشخص کو بحال کرنا موجودہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ سابق حکمرانوں نے آئین کو پامال کیا اور فردِ واحد نے عالمی استعمار کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے۔ ملک کو سیکولر سٹیٹ بنانے کی سرتوڑ کوشش کی مگر عوام نے سب سازشوں کو ناکام بنادیا۔ سید محمد کفیل بخاری احرار رہنما مرزا عبدالقیوم کی رہائش گاہ پر احرار کارکنوں سے خطاب کررہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ حکمران، افغانستان اور کشمیر کے حوالے سے سابق حکومت کی غلط پالیسیوں کا اعادہ نہ کریں۔ ان ایشوز پر پائیدار اور ملکی و قومی مفادات کے تحت پالیسی اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ انھوں نے کہا کہ مہنگائی، بے روزگاری اور آٹے کے بحران نے عوام کی کمر توڑ دی ہے۔ حکومت کو جنگی بنیادوں پر ان مسائل کو حل کرنا چاہیے۔ ججوں کی بحالی قوم کی آرزو ہے۔ جج بحال نہ ہوئے تو ملک میں انارکی پھیل جائے گی۔ وزیر اعظم فوری طور پر معزول ججوں کو بحال کر کے قومی مطالبے کو پورا کریں۔ سید محمد کفیل بخاری نے دین پور شریف بھی حاضری دی۔ حضرت میاں سراج احمد دین پوری اور حضرت میاں مسعود احمد دین پوری سے ملاقات کی اور اُن سے دعائیں لیں۔ دین پور شریف کے تاریخی قبرستان میں بھی حاضری دی۔ حافظ حبیب اللہ چیمہ، شیخ تنویر اور مولانا فقیر اللہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

مجلسِ احرارِ اسلام اسلامی نظام کے نفاذ کی پرامن جدوجہد کی حامی و مناد ہے۔ (سید محمد کفیل بخاری)

چیچہ وطنی (۲۵/اپریل) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی نائب ناظم سید محمد کفیل بخاری نے مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی میں نمازِ جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہماری تمام تر مشکلات کا حل صرف اور صرف اسلام کو بطور نظامِ حیات نافذ کرنے میں ہے۔ مجلسِ احرارِ اسلام اسلامی نظام کے نفاذ کی پرامن جدوجہد کی حامی و مناد ہے۔ انھوں نے کہا کہ عالمی استعمار اور تمام کفریہ طاقتیں امریکہ کی قیادت میں اسلام اور مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے کے لیے تمام وسائل استعمال کررہی ہیں۔ ہمیں جنگ اور جنگ کے لیے نئے مورچوں کا حقیقی ادراک کر کے اپنی صف بندی کرنی چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی دنیا کو دھوکہ دینے کے لیے اسلام کا نام استعمال کرتے ہیں، جشنِ صد سالہ خلافت کے نام پر قادیانی دھوکہ کو ہم پوری دنیا میں بے نقاب کریں گے اور دنیا بھر میں سیمینارز اور لٹریچر کے ذریعے منکرینِ ختم نبوت کی سازشوں سے دنیا کو آگاہی دیں گے۔

احتسابِ قادیانیت...... خصوصی اشاعت

قادیانیوں کی طرف سے مئی ۲۰۰۸ء میں مرزا قادیانی کے جھوٹے دعویٔ نبوت کے حوالے سے سوسالہ جشن منانے کے اعلان پر ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' کا شمارہ جون ۲۰۰۸ء ''احتسابِ قادیانیت'' خصوصی اشاعت پر مشتمل ہوگا۔ ان شاءاللہ۔ (ادارہ)

ادارہ

مسافرانِ آخرت

★ **مولانا صوفی عبدالحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ:**

جیّد عالم دین، مفسرِ قرآن، شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی ۶/اپریل ۲۰۰۸ء کو گوجرانوالہ میں انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار پاک و ہند کے جیّد علماء میں ہوتا تھا۔ آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کے چھوٹے بھائی اور جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے بانی و شیخ الحدیث تھے۔ حضرت مولانا زاہدالراشدی مدظلہ آپ کے بھتیجے اور مولانا محمد فیاض خان سواتی، مولانا محمد ریاض خان سواتی آپ کے فرزند ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ اور حضرت صوفی عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ کی ''جوڑی'' علماء کے حلقوں میں بہت ہی مقبول اور معروف ہے۔ دونوں بھائیوں نے گوجرانوالہ میں بیٹھ کر جس طرح علومِ نبوت کی تبلیغ واشاعت اور تعلیم وتدریس کا عظیم الشان سلسلہ جاری رکھا، وہ اہلِ حق کے لیے قابلِ رشک وفخر ہے۔ دونوں بھائیوں کی آپس میں بے مثال محبت، دینی درد، ایک دوسرے کے لیے جذبۂ خلوص وایثار اپنی مثال آپ ہے۔ حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ نے درسِ قرآن، درسِ حدیث، اصلاحی خطبات اور علمی خدمت کے ذریعے تقریباً ستر برس اللہ کی مخلوق کو نفع پہنچایا۔ آپ کے سینکڑوں شاگرد ملک وبیرون ملک پھیلے ہوئے ہیں اور تبلیغ وتعلیمِ دین کے عظیم الشان کام میں مشغول ہیں۔ آپ کی اولاد اور خاندان کے دیگر افراد بھی اسی راستے کے مسافر اور جادۂ حق کے راہی ہیں۔ حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ نے درسِ قرآن کے ذریعے علمِ تفسیر کا بیش بہا خزانہ طالبانِ علم دین کے لیے چھوڑا۔ جس سے ایک دنیا فیض پا رہی ہے۔ وہ سینکڑوں مدارس کے سرپرست اور درجنوں قومی ودینی تحریکوں کے سرگرم رہنما اور مؤید تھے۔ تمام عمر علماءِ حق کے شانہ بشانہ جدوجہد کی اور اُن کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہیں آئی۔ جمعیت علماء ہند اور مجلس احرار اسلام کے ہمیشہ حامی رہے۔ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہم اللہ سے بے پناہ محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ وہ حضرت شاہ ولی اللہ اور اکابر علماءِ دیوبند کی تعلیمات اور فکر راست کے صحیح نمائندہ تھے۔ حق تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے۔ اُن کی اولاد کو اُن کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ فرمائے، اُن کے ادارہ مدرسہ نصرۃ العلوم کو ترقی عطاء فرمائے اور اُن کے فیض کو جاری وساری رکھے۔ (آمین یارب العالمین)

★ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی رہنما اور عالمی مبلغ اسلام ڈاکٹر احمد علی سراج کے جواں سال بیٹے گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔ اللہ تعالیٰ انھیں اس عظیم صدمہ پر صبر کی توفیق دے اور مرحوم کے درجات بلند فرمائیں۔

★ دادی صاحبہ، سید محمد کفیل بخاری۔۲؍اپریل ۲۰۰۸ء

★ مولانا مسعود احمد راشدیؒ۔ (فرزند مجاہدِ ختم نبوت حضرت مولانا شیخ احمد رحمہ اللہ) خطیب مرکزی جامع مسجد، ڈی بلاک بورے والا۔ ۸؍اپریل ۲۰۰۸ء کو طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ مرحوم بے شمار خوبیوں کے انسان تھے۔ وضع داری، خوش اخلاقی اور عجز وانکسار کے پیکر تھے۔ تمام عمر اپنے عظیم والد ماجد رحمہ اللہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے گزاری۔

★ صوفی محمد خالص کے بھائی محمد عارف مرحوم (کرم پور، ضلع وہاڑی)۔ ۱۱؍اپریل

★ محمد صدیق سنجرانی مرحوم۔ (مجلس احرار اسلام ملتان کے رہنما عزیز الرحمٰن سنجرانی کے بھانجے) ۱۲؍اپریل

★ خالہ مرحومہ، حافظ محمد سلیمان یمنی۔ ملتان۔ ۷؍اپریل

★ والدہ مرحومہ، مولانا اورنگ زیب اعوان (پشاور) ۱۸؍اپریل

★ شیخ مظہر سعید (اوکاڑہ) کی چچی ساس، شیخ محمد شفیق، شیخ اعجاز کی والدہ مرحومہ۔ ۳؍اپریل ۲۰۰۸ء

★ شیخ مظہر سعید کے چچا سسر، شیخ محمد شفیق کے والد اور شیخ انعام اللہ کے سسر شیخ نیامت علی مرحوم (گوجرانوالہ)، ۱۱؍اپریل

★ اہلیہ مرحومہ، حاجی محمد سلطان، وہاڑی

★ مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی کے رہنما بھائی انوار الحق کی بھابھی اور حاجی نعیم الرحمٰن (رحمانیہ کتب خانہ والے) کی اہلیہ ۲۱؍اپریل کو نیویارک میں انتقال کر گئیں۔ مرحومہ کے ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی ۲۳؍اپریل کو مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی میں ہوئی۔ جامع مسجد کے خطیب مولانا محمد ارشاد نے دعا کرائی۔

★ مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن محترم شمس الدین مرحوم، ۳؍اپریل

★ مدرسہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں (گجرات) کے معاون حافظ وحید خالد کی نانی جان مرحومہ۔ ۱۶؍اپریل

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے نیز پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین) قارئین سے ایصالِ ثواب کے اہتمام اور دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

29 مئی 2008ء
جمعرات بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

خوردونوش سے متعلق مشہور امریکی میگزین 'ساوور' کہتا ہے:

جنّت نظیر تازگی کے لئے رُوح افزا

دُنیا کا 10واں پسندیدہ برانڈ!

1907 میں پہلی بار متعارف کروایا جانے والا لال رنگ کا مشروب روح افزا...
آج سو سال بعد بھی دنیا بھر کے کروڑوں انسانوں کا پسندیدہ مشروب ہے۔ 'ساوور' میگزین
کے مطابق روح افزا دنیا کا 10واں پسندیدہ برانڈ ہے۔

آپ دنیا میں کہیں بھی ہوں... گلاب، کیوڑہ، منتخب جڑی بوٹیوں، فرحت بخش پھلوں و پھولوں
سے تیار کردہ روح افزا سال بھر آپ کی روح کو تازگی اور جسم کو توانائی فراہم کرتا ہے۔

ماخذ:۔ ساوور میگزین امریکہ (نمبر 99-2007)

ہمدرد

SGS

ہمدرد لیباریٹریز (وقف) پاکستان

ISO 9001: 2000 & ISO 22000: 2005 CERTIFIED

Tel: (009221) 6616001-4. Email: hamdard@khi.paknet.com.pk. www.hamdard.com.pk

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی
سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ
قائم شدہ
28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

- دارالقرآن
- دارالحدیث
- دارالمطالعہ
- دارالاقامہ

کی تعمیر میں حصہ لیں

الحمدللہ

مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر پر گامزن ہے اور تسلسل کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ طلباء کے لیے مدرسہ معمورہ اور طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری ومڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے۔

طلباء کی درس گاہوں، رہائش، دفتر اور لائبریری کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دومنزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔ لاگت فی کمرہ دولاکھ پچاس ہزار روپے ہے۔ صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد وسامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

ترسیلِ زر
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 3017-2 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 010-3017-2 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر
ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
امیر
مجلس احرار اسلام
پاکستان

Designed by
0321-6358191